الله الذي انزل الكتاب بالحق والميزان

کتاب الاجواد ارشاد کا مستطاب حجۃ جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

[illegible]

ترجمہ

[illegible]

بحسن سعی و فرمایش حکیم عبد اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ساکن ضلع لکھنؤ باہتمام احقر الانام سید رحمت احمد علیخان

[illegible]

ف ولی اللہ الدہلوی المتوفی سنۃ
ست وسبعین بعد مائۃ والالف وقیل اربع وسبعین
اوقیل خمس وسبعین واللہ اعلم ۱۲ محمد عبد اللہ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث سیدنا محمدا صلوٰۃ اللہ علیہ الی الناس لیکون ھادیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ثم الھم الصحابۃ والتابعین والفقہاء المجتہدین ان یحفظوا اسرار نبیہم طبقۃ بعد طبقۃ الی ان یؤذن الدنیا بانقضاء لیتم نعمتہ وکان علی ما شاء قدیرا واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فیقول الفقیر الی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ ابن عبد الرحیم اتم اللہ تعالیٰ علیہما نعمہ فی الاولیٰ والاخریٰ ان اللہ تعالیٰ القی فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا اعرف بہ سبب کل اختلاف وقع فی الملۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات

ترجمہ سب تعریف ثابت ہے اوس خدا کے لیے جسنے ہمارے سردار محمد کو (درود خدا کا اونپر) سب لوگونکی طرف بھیجا تاکہ خدا کیطرف اوسکے حکم سے لوگونکو ہدایت کرینوالے اور چراغ روشن ہوں پھر صحابہ اور تابعین کو اور فقہاء مجتہدین کو یہ الہام کیا کہ اپنے نبی کے اسرار کو طبقہ بعد طبقہ کے قیامت تک حفظ کریں تاکہ خدا اپنی نعمتونکو اونپر تمام کرے اور خدا اون سب چیزون پر کہ چاہتا ہے قادر ہے اور مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین کوئی لائق بندگی کے مگر اللہ سبحانہ کہ وہ یکتا ہے اور کوئی اوسکا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ ہمارے سردار محمد بندے اوسکے ہین اور ایسے رسول ہین کہ اونکے بعد پھر کوئی نبی نہین رحمت خدا کی اونپر اور اونکی آل اور اصحاب سب پر ہو بعد اسکے پس کہتا ہے محتاج طرف رحمت خدا بخشش کرنیوالے کے ولی اللہ بیٹا عبد الرحیم کا تمام کرے اللہ تعالیٰ اون دونون پر اپنی نعمتون کو دنیا اور آخرت مین کہ اللہ تعالیٰ نے وقتون مین سے ایک وقت میرے دل مین ایک ایسی میزان القا کیا کہ جس سے اون اختلافون کو کہ

وعرفت به ما هو الحق عند الله وعند رسوله فمكنني من ان ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة و
لا اشكال ثم سئلت عن سبب اختلاف الصحابة ومن بعدهم في الاحكام الفقهية خاصة فاردت
ان ابين بعض ما فتح الله علي في ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت ويحيط به السائل فجاءت رسالة مفيدة
في بابها سميتها الانصاف في بيان سبب الاختلاف حسبنا الله ونعم الوكيل ولا
حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم باب اسباب الاختلاف الصحابة والتابعين في الفروع
اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم يكن البحث
في الاحكام يومئذ مثل البحث من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى جهدهم الاركان
والشروط والاداب كل شيء ممتازا عن الآخر بدليله ويفرضون الصور ويتكلمون على تلك الصور
المفروضة ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنائعهم

ترجمہ اور اوس سے خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک جو حق ہے جان لیا اور خداوند تعالی نے مجھکو
اسپر قادر کیا کہ مین اوسکو ایسے طور پر بیان کرون کہ جس سے اوسمین کچھ شبہہ اور اشکال باقی نہ رہے اور اوسکے بعد
پوچھا گیا مین سبب اختلاف صحابہ اور تابعین وغیرہ سے احکام فقہیہ مین خاص کرکے پس ارادہ کیا مین نے
واسطے بیان بعض اون مضامین کے کہ کھلے تھے مجھپر اوسی ساعت بقدر اوسکے کہ گنجایش رکھی اوسکو وقت
اور ضبط کرلے سائل اوسکو پس میرا وہ بیان اپنے باب مین ایک رسالہ مفیدہ سا ہوگیا تو نام رکھا
مین نے اوسکا الانصاف فی بیان سبب الاختلاف کافی ہے مجھکو اللہ تعالی اور وہ
اچھا کارساز ہے اور نہین ہے طاقت مجھکو گناہون سے بچنے کی اور نہ قوت بندگی کرنیکی
مگر مدد سے خدا کے بزرگ برتر کے

باب اسباب اختلاف صحابہ اور تابعین کے فروع مین

جان لو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین فقہ مدون نہ تھی اور احکام مین بحث
مثل آجکل کے ان فقہاؤنکی بحث کی مانند بحث نہ تھی جیسا کہ یہ لوگ اپنی نہایت کوششون سے ارکان اور
شروط اور آداب وغیرہ ہر شی کو اونکی دلیلون کے ساتھ دوسرے سے الگ اور ممتاز کرکے بیان کرتے ہین اور
اونکے لیے فرضی صورتین گڑھتے ہین اور انہین فرضی صورتون پر کلام کرتے ہین اور جو قابل حد ہے اوسکو
محدود کرتے ہین اور جو قابل حصر ہے اوسکو محصور کرتے ہین اور اسکے سوا ایسے بہت سے کام انکے یہان ہین

اما رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان يتوضأ فيرى الصحابة وضوئه فيأخذون به من
غير ان يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج فرمى الناس حجه ففعلوا كما فعل وهذا كان غالب حاله صلى الله عليه وسلم و
لم يبين ان فروض الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض انه ان يتوضأ انسان بغير موالاة
حتى يحكم عليه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه عن هذه الاشياء
ابن عباس قال ما رايت قوما كانوا خيرا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما
الا عن ثلث عشرة مسئلة حتى قبض كلهن في القران منهن يسئلونك عن الشهر
الحرام قتال فيه ويسئلونك عن المحيض قال ما كانوا يسئلون الا عما ينفعهم قال ابن عمر
لا تسئل عما لم يكن فاني سمعت عمر ابن الخطاب يلعن من سئل عما لم يكن

ترجمہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس وضو کرتے تھے اور صحابہ آپکے وضو کو دیکھتے
پس اسی سے سیکھ لیتے تھے بدون اسکے کہ آپ بیان کرین کہ یہ رکن ہے اور یہ ادب ہے اور حضرت نماز
پڑھتے تھے اور صحابہ آپکی نماز کو دیکھتے تھے پس وہ ہی نماز پڑھنے لگتے تھے جیسا کہ اونکو نماز پڑھتے دیکھتے
تھے اور حضرت نے حج کیا تو لوگون نے آپکے حج کو دیکھا پس اونلوگون نے کیا جیسا کہ حضرت نے کیا
اور اکثر حال آنحضرت کا ایسا ہی تھا اور نہ بیان کیا آپ نے کہ فروض وضو کے چھ ہین یا چار ہین اور
نہین فرض کیا آپ نے کہ وضو کرے کوئی انسان بغیر موالات کے یہانتک کہ حکم کیا جاوے اوسپر
ساتھ صحت یا فساد کے مگر وہ کہ جو چاہا اللہ نے اور صحابہ آنحضرت سے بہت ہی کم ان باتون کو پوچھا
کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نہین دیکھا مین نے کسی قوم کو بہتر اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھا اون لوگون نے اونسے مگر تیرہ مسئلے یہانتک کہ آپ نے وفات کیا
وہ سب مسئلے قرآن مین ہین اونمین سے یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه
ويسئلونك عن المحيض ہے اور کہا کہ نہین پوچھتے تھے وہ لوگ مگر اون چیزون
سے جو اونکو نفع دیتین اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مت پوچھو اون
چیزون سے جو نہون کیونکہ مین نے سنا ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لعنت
کرتے تھے اوس شخص کو جسنے پوچھا اوس چیز سے کہ جو نہ تھی

قال القاسم انکم تسألون عن اشیاء ما کنا نسأل عنها وتنقرون عن اشیاء ما کنا ننقر عنها وتسألون عن اشیاء ما ادری ما هی ولو علمناها ما حل لنا ان نکتمها عن عمرو بن اسحق قال لمن ادرکت من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثر ممن سبقنی منهم فما رأیت قوما ایسر سیرة ولا اقل تشدیدا منهم وعن عبادة بن بسر الکندی سئل عن امرأة ماتت مع قوم لیس لها ولی فقال ادرکت اقواما ما کانوا یشددون تشدیدکم ولا یسألون مسائلکم اخرج هذه الآثار الدارمی وکان صلی الله علیه وسلم یستفتیه الناس فی الوقائع فیفتیهم ویرفع الیه القضایا فیقضی فیها ویری الناس یفعلون معروفا فیمدحه او منکرا فینکر علیه وکل ما افتی به مستفتیا وقضی به فی قضیة او انکره علی فاعله کان فی الاجتماعات وکذلک کان الشیخان ابو بکر وعمر اذا لم یکن لهما علم فی المسئلة یسألان الناس عن حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ کہا قاسم نے کہ تم لوگ ایسی چیزون کو پوچھتے ہو جسکو ہم لوگ نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزون کا وش کرتے ہو جسمین ہم لوگ کاوش نکرتے تھے اور پوچھتے ہو ایسی چیزونکو جنکو ہم نہین جانتے کہ وہ کیا ہین اور اگر ہم اونکو جانتے تو ہمارے لیے اونکا چھپانا حلال نتھا اور روایت ہی عمرو بن اسحق سے کہا کہ البتہ پایا مین نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اونلوگون سے کہ سبقت لیگئے مجھسے پس نہ دیکھا مین نے کسی قوم کو آسان تر از روی سیرت کے اور نہ کمتر از روے تشدید کے اونسے اور عبادہ بن بسر کندی سے روایت ہی کہ وہ پوچھے گئے اوس عورت کی میراث سے جو ایک قوم کے ساتھ مر گئی تھی اور اوسکا کوئی ولی نتھا پس کہا اونھون نے پایا مین نے ایسی قوم کو کہ جو تم لوگونکے مانند تشدید نکرتی تھی اور تمہارے مانند مسئلے نہ پوچھتی تھی نکالا ان آثار کو دارمی نے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے وقائع اور حوادث مین لوگ فتوا پوچھتے تھے پس آپ اونکو فتوا دیتے تھے اور آپکے پاس قضیے اور جھگڑے اونکے لیجاتے تھے پس آپ اونمین فیصلہ کر دیا کرتے تھے اور لوگونکو اچھا کام کرتے دیکھتے تھے پس اونکی مدح کرتے تھے یا برا دیکھتے تھے تو اوسپر انکار فرماتے تھے اور آپکا فتوے دینا یا فیصلہ کرنا یا بدکار پر انکار کرنا بیچ مجمع مین ہوا کرتا تھا اور ایسے ہی شیخان ابوبکر رض و عمر رض جب اونکے پاس کسی مسئلہ مین علم نہوا کرتا تھا تو وہ لوگون سے رسول اللہ صلعم کی حدیثون کو پوچھا کرتے تھے

وقال ابو بکر رضی اللہ عنہ ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا شیئا یعنی
الجدۃ وسال الناس فلما صلی الظہر قال ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجدۃ شیئا
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا قال اعطاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدسا
قال یعلم ذالک احد غیرک فقال محمد بن سلمۃ صدق فاعطاہا ابو بکر السدس و
قصۃ سوال عمر الناس فی الغرۃ ثم رجوعہ الی خبر مغیرۃ وسوالہ ایاہم فی الوباء ثم رجوعہ الی خبر
عبد الرحمن بن عوف وکذا رجوعہ الی قصۃ مجوس الی خبرہ وسرور عبد اللہ بن مسعود بخبر
معقل بن یسار لما وافق رایہ وقصۃ رجوع ابی موسی عن باب عمر وسوالہ عن الحدیث
وشہادۃ ابی سعید اہ وامثال ذلک کثیرۃ معلومۃ مرویۃ فی الصحیحین والسنن وبالجملۃ
فہذہ کان عادتہ الکریمۃ صلعم فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ من عبادۃ وفتاواہ واقضیتہ فحفظہا وعقلہا

ترجمہ اور کہا ابو بکر رض نے نہ سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرمایا ہوا وسمین یعنی جدہ
کی میراث مین کچہہ اور پوچھا لوگون سے اور جب ظہر کی نماز پڑہ چکے تو پکار کر فرمایا کہ تم مین کسی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدہ کی میراث کے بارہ مین کچہہ سنا ہے تو کہا مغیرہ بن شعبہ نے ہان
مین نے سنا ہی تو کہا ابو بکر رض نے کیا سنا ہے وہ تب کہا اونہون نے دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے چھٹا حصہ تب کہا ابو بکر رض نے آیا جانتا ہے اوسکو سواے تیرے اور کوئی بھی پس کہہ بیٹھے محمد بن سلمہ
سچ کہا مغیرہ نے پس دیدیا اوسکو ابو بکر رض نے چھٹا حصہ اور قصہ سوال کرنا عمر رض کا لوگون سے غرہ مین
پھر رجوع کرنا طرف مغیرہ کے اور سوال اونکا لوگون سے وبا مین پھر رجوع کرنا اونکا طرف خبر
عبد الرحمن بن عوف کی اور ایسہی رجوع کرنا اونکا قصہ مجو ... مین طرف خبر اونکے اور خوش ہونا
عبد اللہ رض بن مسعود کا ساتھ خبر معقل بن یسار کے جب موافق ہوے وہ اونکی راے کے ساتھ
اور قصہ لوٹ آنا ابی موسیٰ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ سے اور سوال کرنا اونکا
حدیث سے اور گواہی دینا ابی سعید کا اوسکی سے اور مثل اسکے اور بہت واقعی ہین جو معلوم
اور صحیحین وسنن مین مروی ہین اور حاصل کلام یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت
بزرگ یہی تہی پس دیکہا ہر صحابی نے وہ کہ آسان کیا اوسکو اللہ نے اونکے عبادات اور
فتاوان وفیصلون سے پس یاد رہا اور سمجہا ان لوگون نے اوسکو باہ

وعرفوا لكل شيء وجها من قبل حفوف القرائن فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال كما ترى الاعراب يفهمون مقصود الكلام فيما بينهم وتثلج صدورهم بالتصريح والتلويح والايماء من حيث لا يشعرون فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من نواحي فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسبما حفظه او استنبط وان لم يجد فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب اجتهد برائه وعرف العلة التي ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم حيثما وجدها لا يالو جهدا موافقة غرضه عليه الصلوة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب

ترجمہ اور پہچان لیا ہر ایک چیز کی وجہ کو اونکے قرینون سے پس حمل کیا ان لوگون نے اونمین سے بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر ان نشانیون اور قرینون سے جو اونکے نزدیک کافی تھین اور اونکے نزدیک اسمین کوئی چیز عمدہ نتھی مگر اطمینان اور راحت پانا بدون التفات طرف طرق استدلال کے جیسا کہ دیکھتے ہو تم اعراب کو کہ آپس مین مقصود کلام کو سمجھ جاتے ہین اور اونکا سینہ تصریح اور اشارہ کنایہ سے ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ اونکو کسی امر کی وہ کچھ خبر رکھتے پس گذر گیا حضرت کا یہ بزرگ زمانہ اور وہ لوگ اسی حالت پر تھے اوسکے بعد وہ لوگ ملکون مین متفرق ہو گئے اور اونمین سے ہر شخص ایک ایک طرف کا پیشوا ہوا پس بہت واقعے واقع اور مسئلے دائر ہوے اور فتوی پوچھا لوگون نے انمین پس جواب دیا ہر شخص نے موافق اپنے حفظ یا استنباط کے اور اگر نہ پایا اپنی حفظ اور استنباط مین وہ کہ لائق جواب کے ہوتا تو اپنی راے سے اجتہاد کیا اور پہچان لیا اوس علت کو کہ دائر کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس پر حکم کو اپنے منصوصات مین پس جاری کیا حکم اس طرح پر کہ جہان کہین پایا اون لوگون نے اوسکو نہ کوتاہی کی موافقت غرض آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین پس اوسوقت صحابیون مین چند طور پر اختلاف واقع ہوا

منها عن صحابيا سمع حكما في قضية او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برائه في ذلك وهذا على وجوه احدها ان يقع اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه النسائي وغيره ان ابن مسعود رضي الله عنه سئل عن امرأة مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضي في ذلك فاختلفوا عليه شهرا والحوا فاجتهد برائه وقضى بان لها مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها العدة ولها الميراث فقام معقل بن يسار فشهد بانه صلى الله عليه وسلم قضى بمثل ذلك في امرأة منهم ففرح بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع بينهما المناظرة و يظهر الحديث بالوجه الذي يقع به غالب الظن فيرجع عن اجتهاده الى المسموع مثاله ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رضي الله عنه كان من مذهبه ان من اصبح جنبا فلا صوم له حتى اخبرته بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم بخلاف مذهبه فرجع

ترجمہ بعض اونمین سے یہ ہے کہ کسی صحابی نے اگر کسی حکم کو کسی قضیہ یا فتوی مین سنا اور دوسرے نے نہ سنا تو اوسنے اپنی رائے سے اوسمین اجتہاد کیا اور یہ چند وجہ پر ہے پہلی یہ کہ اوسکا اجتہاد حدیث کے موافق واقع ہوا مثال اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا نسائی وغیرہ نے کہ ابن مسعود رض پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے کہ اسکا شوہر مر گیا تھا اور اوسکا کوئی مہر معین نہ تھا تب کہا اونہون نے کہ نہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرتے ہوئے اسمین پس اختلاف کیا لوگون نے اوسمین ایک مہینہ تک اور بہت مبالغہ کیا پس اجتہاد کیا اونہون نے اپنی رائے سے اور حکم دیا کہ اوسکے لیے مہر مثل و میراث ہے اور اوسپر عدت بھی لازم ہے پس کھڑے ہوے معقل بن یسار اور ادا کی شہادت کی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکی ایک عورت کے بارے مین حکم دیا تھا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسقدر خوش ہوئے کہ کبھی اسلام لانے کے بعد ویسے خوش نہوئے تھے اور دوسرے یہ کہ واقع ہوا درمیان اون لوگون کے مناظرہ پس اس سے حدیث ایسی صحیح ظاہر ہوئی کہ جیسا ظن غالب تھا پس رجوع کے اونہون نے اپنے اجتہاد سے طرف احادیث کے مثال اسکی وہ ہے کہ ابو ہریرۃ رض کے مذہب مین یہ تھا کہ جو شخص جنابت کی حالت مین صبح کرے اوسکا روزہ نہین صحیح ہوتا یہانتک کہ خبر دیا اونکو بعض ازواج نبی نے بخلاف مذہب اونکی پس رجوع کیا اونہون نے اپنے مذہب سے

او بالقياس ان يبلغه الحديث ولكن لاعلى الوجه الذي يقوم عليه الظن فلم يترك اجتهاده بل طعن في الحديث مثاله ما رواه اصحاب الاصول من ان فاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطاب بانها كانت مطلقة الثلاث فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه وسلم نفقة ولا سكنى فرد شهادتها وقال لا اترك كتاب الله لقول امرأة لا ندري اصدقت ام كذبت لها النفقة والسكنى وقالت عائشة لفاطمة الا تتقي الله تعني في قولها لا سكنى ولا نفقة و مثال اخر روى الشيخان انه كان من مذهب عمر بن الخطاب ان التيمم لا يجزي الجنب الذي لا يجد ماء فروى عنده عمار انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فاصابته جنابة ولم يجد ماء فتمعك في التراب فذكر ذلك لرسول الله فقال رسول الله انما كان يكفيك ان تفعل هكذا وضرب بيديه الارض فمسح بهما وجهه ويديه

ترجمہ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ پہونچی اونکو حدیث لیکن نہ اوس طور پر کہ واقع ہوتا ساتھ اوسکے غالب ظن اور انکا یقین نہ چہوڑا اونہوں نے اپنی اجتہاد کو بلکہ حدیث ہی پر طعن شروع کر دیا مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے کہ فاطمہ بنت قیس نے ادا کی شہادت کو نزدیک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہ کہ مین تین طلاق سے مطلقہ تھی تو میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفقہ اور سکنی کا حکم نہ نافذ فرمایا پس رد کر دی عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکی گواہی کو اور کہا کہ نہین چہوڑ سکتے ہم اللہ کی کتاب کو ایسی ایک عورت کے کہنے سے کہ معلوم نہین کہ سچ کہتی ہے یا جہوٹ کہتی ہے اوسکے لیے نفقہ ہے اور سکنی ہے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اے فاطمہ آیا نہین ڈرتی ہے تو اللہ سے مراد لیتی تہین حضرت عائشہ اپنے اس کہنے سے فاطمہ بنت قیس کے قول لا سکنی و لا نفقہ کو اور مثال دوسری یہ ہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ مذہب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات تہی کہ تیمم اوس مجنب کے لیے کہ جو پانی نپاوے کفایت نہین کرتا پس روایت کی عمار نے نزدیک اونکے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ایک سفر مین تہا اور مجہکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا تو مین مٹی مین خوب لوٹا اور اوسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ تجہکو تو فقط اسطرح کرنا کافی تہا اور مارا اپنے ہاتہوں سے زمین کو پہر ملا اونسے اپنے منہ اور دونون ہاتہون کو

عمار بن یاسر [illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاق والی کے لیے نفقہ و سکنی [illegible]

فلم يقبل عمر ولم ينهض عنده حجة لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث في الطبقة
الثانية من طرق كثيرة واضمحل وهم القادح فاخذوا به ورابعها ان لا يصل اليه
الحديث اصلا مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر يامر النساء ان
ينقضن رؤسهن فلا يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت اغتسل انا ورسول الله
صلى الله عليه وسلم من اناء واحد وما ازيد على ان افرغ على راسي ثلث افراغات مثال آخر
ما ذكره الزهري من ان هندا لم تبلغها رخصة رسول الله صلى الله عليه وسلم في المستحاضة
فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي ومن تلك الضروب ان يروا رسول الله صلى
الله عليه وسلم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة

ترجمہ ۔ پس نہ قبول کیا اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور نہ قائم ہوئی نزدیک اونکے حجت
ایک پوشیدہ قادح کے سبب سے جسکو وہ اوسمین دیکھتے تھے یہانتک کہ مشہور ہوگئی حدیث
ثانیہ مین بہت طریقون سے پس مضمحل ہوگیا وہم قادح کا پس اخذ کیا لوگون نے ساتھ اوسکے
اور چوتھی یہ ہے کہ اوسکے طرف حدیث ہی نہ پہونچی ہو مثال اوسکی یہ ہے کہ نکالا مسلم نے کہ تحقیق
ابن عمر رضی اللہ عنہ نفاس والی عورتون کو یہ حکم کرتے تھے کہ جب وہ غسل کرین تو اپنے سر کے
بالون کو کھول ڈالین پس سنا اوسکو عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو کہا تعجب ہے ابن عمر سے
کہ حکم کرتے ہین عورتون کو کہ کھول ڈالین وہ اپنے سرون کو سو کیون نہین حکم کرتے اونکو
کہ مونڈ ڈالین وے اپنے سرون کو بیشک غسل کرتی تھی مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک برتن سے اور نہ زیادہ کرتی تھی مین اسپر کہ بہاؤن مین اپنے سر پر تین چلو
پانی مثال دوسری وہ ہے کہ ذکر کیا اوسکو زہری رح نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
استحاضہ والی عورتون کو جو نماز کی رخصت دے یہ خبر ہندہ بنت العاص کو نہ پہونچی
اسلیے وہ نماز نہ پڑھتی تھی اور اوسپر افسوس وحسرت کرکے رویا کرتی تھی اور اسی قسم
سے یہ ہے کہ دیکھا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام کرتے ہوئے
پس حمل کیا بعض نے اوپر قربت کے اور بعض نے اوپر اباحت کے ۔

مثاله مارواه اصحاب الاصول فی قضیة التحصیب ای النزول بالابطح عند النفر نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم به فذهب ابوهریرة وابن عمر الی انه علی وجه القربة فجعلوه من سنن الحج وذهب عائشة وابن عباس الی انه کان علی وجه الاتفاق ولیس من السنن ومثال اخر ذهب الجمهور الی ان الرمل فی الطواف سنة وذهب ابن عباس الی انه انما فعله النبی صلی الله علیه وسلم علی سبیل الاتفاق لعارض عرض وهو قول المشرکین حطمهم حمی یثرب ولیس بسنة ومنها اختلاف الوهم فی التعبیر مثاله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حج فراه الناس فذهب بعضهم الی انه کان متمتعا وبعضهم الی انه کان قارنا وبعضهم الی انه کان مفردا مثال اخر اخرج ابو داود عن سعید بن جبیر انه قال قلت لعبد الله بن عباس یا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهلال رسول الله صلی الله علیه وسلم حین اوجب

ترجمہ مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے قضیہ تحصیب یعنی اترنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابطح مین پس گئے ابوہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اترنا حضرت کا او پر وجہ قربت کے تھا پس اون لوگون نے اسکو سنن حج سے قرار دیا اور گئین عائشہؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوپر وجہ اتفاق کے تھا اور سنن سے نہین اور مثال دوسری یہ ہے کہ جمہور اسطرف گئے کہ رمل طواف مین سنت ہے اور ابن عباسؓ اسطرف گئے کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقیہ فقط ایک عارضی سبب یعنی مشرکون کے اس کہنے سے کیا تھا کہ مسلمانونکو یثرب کے بخار نے توڑ ڈالا اور یہ کچھ سنت نہین اور اون مین سے اختلاف وہم کا ہی تعبیر مین مثال اوسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو لوگون نے آپکو دیکھا پس بعض اسطرف گئے کہ وہ متمتع تھے اور بعض اسطرف گئے کہ وہ قارن تھے اور بعض اسطرف گئے کہ وہ مفرد تھے مثال دوسری نکالا ابو داودؓ نے سعید ابن جبیرؓ سے اونہون نے کہا کہ مین نے عبد اللہ ابن عباسؓ سے کہا اے ابا عباسؓ تعجب کرتا ہون مین اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلال مین جبکہ واجب کیا آپنے اپنے اوپر حج کو

فقال انی لاعلم الناس بذلک انہا انما کانت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ واحدۃ فمن ھناک اختلفوا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجا فلما صلی فی مسجدہ بذی الحلیفۃ رکعتیہ اوجب فی مجلسہ واھل بالحج حین فرغ من رکعتیہ فسمع ذلک منہ اقوام فحفظتہ عنہ ثم رکب فلما استقلت بہ ناقتہ اھل وادرک ذلک منہ اقوام وذلک لان الناس انما کانوا یاتون ارسالا فسمعوہ حین استقلت بہ ناقتہ یہل فقالوا انما اھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین استقلت بہ ناقتہ ثم مضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما علا علی شرف البیداء اھل وادرک ذلک منہ اقوام فقالوا انما اھل حین علا علی شرف البیداء وایم اللہ لقد اوجب فی مصلاہ واھل حین استقلت بہ ناقتہ واھل حین علا علی شرف البیداء ومنہا اختلاف السہو والنسیان مثالہ ما روی ان ابن عمر رض کان یقول اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ فی رجب فسمعت بذلک عائشۃ فقضت علیہ بالسہو

ترجمہ تو کہا ابن عباس رض نے کہ اور لوگوں میں اوسکو زیادہ جاننے والا ہون کہ بیشک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی حج میں تھا پس اسی سبب سے لوگون نے اسمین اختلاف کیا نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے اور جب مسجد ذو الحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تو وہین احرام باندھ لیا اور جب دونون رکعت سے فارغ ہوئے تو حج کے ساتھ اہلال کیا پس سنا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے پس یاد رکھا اوسکو اونہون نے پھر سوار ہو گئے آپ پس جب آپکو لیکر اونٹنی کھڑی ہو گئی تو اہلال کیا آپ نے اور یاد رکھا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے اور اسکی یہ وجہ تھی کہ لوگ حضرت کے پاس گروہ گروہ آتے تھے پس سنا لوگون نے آنکو اہلال کرتے ہوئے جبکہ اونٹنی اونکو لیکر کھڑی ہو گئی پس کہی سوا اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اونٹنی اونکو لیکر کھڑی ہوئی پھر چلے رسول اللہ صلعم پس جب چڑھے بیدا اوپر اہلال کیا اور پایا اسکو اونسے بہت سی قومون نے پس کہا اونہون نے سوا اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا پیغمبر خدا نے جبکہ چڑھے بیدا اوپر اور قسم ہے خدا کی اسکو واجب کر لیا تھا آپنے مصلا ہی پر اور اہلال کیا آپنے جبکہ اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہو گئی اور اہلال کیا آپ نے جبکہ چڑھے بیدا اوپر اور منجملہ ان میں سے اختلاف سہو و نسیان ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ ابن عمر رض کہتے تھے کہ عمرہ کیا رسول نے ایک عمرہ رجب میں پس [illegible]

ومنها اختلاف الضبط مثاله ما روی ابن عمر عنه صلی الله علیه وسلم من ان المیت یعذب ببکاء اهله علیه فقضت عائشة علیه بانه لم یاخذ الحدیث علی وجهه مر رسول الله صلی الله علیه وسلم علی یهودیة یبکی علیها اهلها فقال انهم یبکون علیها وانها تعذب فی قبرها فظن العذاب معلولا للبکاء وظن الحکم عاما علی کل میت ومنها اختلافهم فی علة الحکم مثاله القیام للجنازة فقال قائل لتعظیم الملائکة فیعم المؤمن والکافر وقال قائل لهول الموت فیعمهما وقال قائل مر علی رسول الله صلی الله علیه وسلم جنازة یهودی فقام لها کراهیة ان یعلوا فوق راسه فیختص بالکافر ومنها اختلافهم فی الجمع بین المختلفین مثاله رخص رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المتعة عام خیبر ثم نهی عنها ثم رخص فیها عام اوطاس ثم نهی عنها فقال ابن عباس رض کانت الرخصة للضرورة والنهی لانقضاء الضرورة والحکم باق علی ذلک

ترجمہ اور انہیں وجہوں میں سے اختلاف ضبط ہی مثال اسکی وہ ہی کہ روایت کیا ابن عمر رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مردہ پر عذاب کیا جاتا ہی اوسکے اہل کے رونے سے پس حکم کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوسپر کہ نہیں اخذ کیا ابن عمر رض نے حدیث کو اوسکی وجہ صحیح پر کیونکہ وجہ صحیح اوسکی یہ ہی کہ گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک قبر ایک یہودیہ کے کہ رو رہے تھے اوسپر اہل اوسکے پس فرمایا آپ نے کہ یہ سب روتے ہین اوسپر اور وہ عذاب کیجاتی ہی اپنی قبر مین پس خیال کیا ابن عمر رض نے کہ یہ عذاب رونے ہی کے ساتھ معلول ہی اور گمان کیا کہ یہ حکم عام ہی ہر میت پر اور انہین وجہون مین سے اختلاف انکا ہی علت حکم مین مثال اسکے کھڑا ہو جانا ہی جنازہ کے لیے پس کہا بعض نے کہ یہ کھڑا ہونا ملائکہ کی تعظیم کے لیے تھا پس عام ہی مومن اور کافر سب کو لیے اور کہا بعض نے کہ یہ واسطے ہول موت کے تھا پس عام ہی اون دونون کے لیے اور کہا بعض نے کہ گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ تو اوسکے لیے آپ کھڑے ہوئے تاکہ آپکے سر مبارک سے وہ اونچا نہ ہو پس خاص ہی کافر کے ساتھ اور انہین وجہون مین سے اختلاف اونکا جمع کرنے مین درمیان دو امر مختلف کے ہی مثال اوسکی وہ ہی کہ رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کے سال خیبر مین پھر منع کیا اوس سے پھر رخصت دی اوسمین سال

وقال الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي نسخا لها مثال آخر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير منسوخ ورواه جابر يبول قبل ان يتوفى بعام مستقبل القبلة فذهب الى انه نسخ للنهي المتقدم ورآه ابن عمر قضى حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب الشعبي وغيره الى ان النهي مختص بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا بأس بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى ان القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصا بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخا ولا مخصصا وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها

ترجمہ: اور کہا جمہور نے کہ رخصت اباحت کے لیے تھی اور نہی اوسکے نسخ کے لیے مثال دوسری یہ ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کیطرف منہ کرکے استنجا کرنے سے پس گئی ایک قوم اس حکم کے عموم اور اسکے غیر منسوخ ہونے کیطرف اور دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جابر رضی اللہ عنہ نے ایک برس پہلے آپکی وفات سے آپکو قبلہ کیطرف پیشاب کرتے ہوئے پس گئے طرف اوسکے کہ یہ نسخ ہے واسطے نہی متقدم کے اور دیکھا آپکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قضاء حاجت کرتے ہوئے قبلہ کیطرف پیٹھ اور شام کیطرف منہ کیے ہوئے پس رد کیا اس سے اون لوگون کے قول کو اور جمع کیا ایک قوم نے درمیان اون دونون روایتون کے پس گئے شعبی وغیرہ طرف اسکے کہ یہ نہی صحرا کے ساتھ مختص ہے پس جبکہ پاخانے میں ہو تو قبلہ کیطرف منہ یا پیٹھ کرنے میں کچھ مضائقہ نہین اور ایک قوم اسطرف گئی کہ یہ قول عام اور محکم ہے اور محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اونہین کے ساتھ مختص ہو پس اسکے لیے کوئی ناسخ اور مخصص نہین قائم ہو سکتا اور حاصل کلام یہ ہے کہ مختلف ہوئے مذاہب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اخذ کیا اونسے ہر ایک تابعی نے اسطرح کہ جو اوسکے لیے آسان تھا پس یاد کر لیا وہ کہ سنا اوس نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب صحابہ سے اور سمجھ بوجھ کر یاد رکھا اسکو

وجمعوا المختلف على ما تيسر لهم ورجحوا بعض الأقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الأقوال وإن كان مأثورًا عن كبار الصحابة كالمذهب المأثور عن عمرؓ وابن مسعود في تيمم الجنب اضمحل عندهم لما استفاض من الأحاديث عن عمار وعمرانؓ بن حصين وغيرهما فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد إمام مثل سعيدؓ بن المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما الزهريؒ والقاضي يحيىؒ بن سعيد وربيعةؓ بن عبد الرحمن فيها وعطاء بن أبي رباحؒ بمكة وإبراهيمؒ النخعي والشعبيؒ بالكوفة والحسنؒ البصري بالبصرة وطاوس بن كيسان باليمن ومكحول بالشام فأظمأ الله أكبادًا إلى علومهم فرغبوا فيها وأخذوا عنهم الحديث وفتاوى الصحابة وأقاويلهم ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من عند أنفسهم واستفتى منهم المستفتون ودارت المسائل بينهم ورفعت إليهم الأقضية

ترجمہ اور جمع کیا مختلف کو اوس طور سے کہ اوسکے لیے آسان تھا اور ترجیح دی بعض قول کو بعض پر اور مضمحل ہوگئے اونکی نظر میں بعض قول اگرچہ وہ ماثور تھے بڑے بڑے صحابہ سے جیسے کہ مذہب ماثور عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے تیمم جنب میں مضمحل ہوگیا نزدیک اونکے جبکہ مشہور ہوئیں حدیثیں عمار اور عمرانؓ بن حصینؓ وغیرہما کے پس اسوقت علمار تابعین میں سے ہر عالم کا بمقابل اوسکے ایک ایک مذہب ہوگیا اور ہر شہر میں ایک ایک امام قائم ہوا مثل سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ ابن عمر کی مدینہ میں اور بعد انکے زہری اور قاضی یحییٰ ابن سعید اور ربیع بن عبد الرحمن بھی اوسی مدینے ہی میں اور عطا بن ابی رباح مکہ میں اور ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ میں اور حسن بصری بصرہ میں اور طاوس بن کیسان یمن میں اور مکحول شام میں پس پیاسا کیا لوگوں نے اپنے جگروں کو اونکے اور اونکے علوم کیطرف پس رغبت کیا اون لوگوں نے اوسمیں اور لیا اونسے حدیث اور فتوی صحابہ اور اونکے اقوال اور اون علما کے مذاہب اور اونکی تحقیقات جو اونہوں نے خود کی تھی اور فتوے پوچھا اونسے فتوی پوچھنے والوں نے اور دائر ہوئے مسئلے آپس میں اور لائے گئے اونکے پاس جھگڑے

وكان سعيد بن المسيب وابراهيم النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى عمر رض وعثمان رض وقضاياهما وفتاوى عبد الله بن عمر وعائشة وابن عباس وقضايا قضاة المدينة فجمعوا من ذلك ما يسر الله لهم ثم نظروا فيها نظر اعتبار وتفتيش فما كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة فانهم ياخذون عليه بنواجذهم وما كان فيه اختلاف عندهم فانهم ياخذون باقواها وارجحها اما لاكثرية من ذهب اليه منهم او لموافقته بقياس قوي او تخريج صريح من الكتاب والسنة و نحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسئلة تخرجوا من كلامهم و تتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل لهم مسائل كثيرة في كل باب باب

ترجمہ اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے مانند لوگون نے فقہ کے تمامی ابواب کو جمع کیا اور اونکے پاس ہر باب مین ایک ایک اصول تھے جنکو اونہون نے سلف سے حاصل کیا تھا اور سعید اور اصحاب اونکے اس طرف گئے کہ اہل حرمین ثابت ترین لوگونمین فقہ مین ہین اور اصل مذہب اونکا فتاوے عمر رض اور عثمان رض اور قضایا اون دونون کے اور فتاوے عبد اللہ بن عمر رض اور عائشہ رض اور ابن عباس رض اور قضایا سے قاضیان مدینہ کے تھے پس جمع کیا لوگون نے اوس سے کہ وہ آسان کیا اللہ تعالے نے اونکے لیے پھر نظر کیا اون لوگون نے نظر اعتبار اور تفتیش سے پس اوسمین سے جو مجمع علیہ درمیان علماء مدینہ کے تھا اوسکو اونہون نے اپنے دانتون سے پکڑا اور جسمین کہ اون لوگون کا اختلاف تھا اوسمین سے اوسکے اور راجح کو اخذ کیا یا تو اس سبب سے کہ اونمین سے بہت لوگ اوس طرف گئے یا اس سبب سے کہ وہ قیاس قوی کے ساتھ موافق ہین یا اس وجہ سے کہ کتاب و سنت سے اونکی تخریج صحیح ہے اور مانند اسی کے اور چیزون سے اور جب اون لوگون نے اوسمین کہ جسکو اونہون نے اونسے یاد کیا تھا جواب کسی مسئلہ کا نہ پایا تو اونکے کلام سے اوسکی تخریج شروع کر دی اور تتبع ایما اور اقتضا کی تتبع کی پس ہر ہر باب مین اونکے لیے بہت سے مسئلے حاصل ہوئے

وكان ابراهيم واصحابه يرون ان عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت الناس في الفقه كما قال علقمة لمسروق هل احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه من عبد الله بن عمر وعبد الله هو عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله بن مسعود وقضايا علي رضي الله عنهما وفتاواه وقضايا شريح وغيره من قضاة الكوفة فجمع من ذلك ما يسره الله ثم صنع في آثارهم كما صنع اهل المدينة في آثار اهل المدينة وخرج كما خرجوا فتلخص له مسائل الفقه في كل باب باب وكان سعيد بن المسيب لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم لقضايا عمر وحديث ابي هريرة وابراهيم لسان فقهاء الكوفة فاذا تكلما بشيء ولم ينسباه الى احدها فانه في الاكثر منسوب الى احد من السلف صريحا او ايماء او نحو ذلك فاجتمع اليهما فقهاء بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه وخرجوا عليه والله اعلم

ترجمہ۔ اور ابراہیم اور اصحاب اونکے خیال کرتے تھے کہ بیشک عبداللہ ابن مسعود اور اصحاب اونکے ثابت تر ہین لوگونمین فقہ مین جیسا کہ کہا علقمہ نے مسروق سے اونمین سے کوئی عبداللہ سے ثابت تر نہین ہے اور قول ابوحنیفہ کا اوزاعی سے یہ ہے کہ ابراہیم فقیہ تر ہین سالم سے اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو مین کہتا کہ علقمہ فقیہ تر ہے عبداللہ ابن عمر سے اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہین اور اصل مذہب اونکا فتوی عبداللہ ابن مسعود و قضایا علی رضی اللہ عنہما اور فتاوی اونکے اور قضایا شریح وغیرہ قاضیان کوفی کا تھا پس جمع کیا اوس سے جو اللہ تعالی نے اونکے لیے آسان کیا پھر اونکی پیروی مین ویسا ہی کیا جیسا کہ مدینے والون نے اہل مدینہ کی پیروی مین کیا اور تخریج کیا جیسا کہ اونھون نے تخریج کیا پس ملخص ہوگئی اونکے لیے مسائل فقہ کی ہر باب مین اور سعید بن مسیب گویا فقہاء مدینہ کی زبان تھے اور اون لوگون مین سے قضایا حضرت عمرؓ اور احادیث ابی ہریرہ کے بڑے ہی حافظ تھے اور ابراہیم فقہاء کوفہ کی زبان تھے پس جب یہ دونون کسی شئ کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اوسکی نسبت کسیکی طرف نکرتے تھے تو وہ اکثر سلف مین سے کسیکی طرف صریحاً یا ایماءً وغیرہ ضرور ہی منسوب ہوا کرتی تھی پس جمع ہوئے ان دونونکی طرف اونکے شہر کے فقہاء اور اخذ کیا ان دونون سے اور یاد رکھا اوسکو بیان تھا اور تخریج کی اوپر اوسکے واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء وعلم ان الله تعالى انشأ بعد التابعين الناشئة من حملة العلم انجازا لما وعده صلى الله عليه وسلم حيث قال يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله فاخذوا عمن اجتمعوا معهم منهم صفة الوضوء والغسل والصلوة والنكاح والبيوع وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث النبي صلى الله عليه وسلم وسمعوا قضايا قضاة البلدان وفتاوى مفتيها وسألوا عن المسائل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم يألوا في تتبع الايماءات والاقتضاءات فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان صنيع العلماء في هذه الطبقة متشابها وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين

ترجمہ باب اسباب اختلاف مذاہب فقہا جان تو اسبات کو کہ اللہ تعالے نے بعد تابعین کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ پورا کرنے کے واسطے ایک جماعت حاملان علم کی پیدا کی جیسا کہ فرمایا تھا آپ نے کہ اوٹھاوینگے اس علم کو پچھلے لوگون مین سے جو اونمین سے عادل ہونگے پس اخذ کیا لوگون نے پہلے لوگون مین سے جو جسکو ملا صفت وضو و غسل اور نماز اور نکاح اور بیع اور اون سب امور کو جو اکثر واقع ہوا کرتے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو روایت کیا اور اپنے شہر کے قاضیون اور مفتیون کے فتوونکو سنا اور مسئلونکو پوچھا اور اون سب مین اجتہاد کیا پھر وہ لوگ قوم کے سردار ہوگئے اور شریعت کے تمامی امر اون کے حوالے کیے گئے اور اونلوگون نے اپنے شیخون کی پیروی کی اور اونہون نے ایماؤن اور اقتضاؤن کی تتبع مین کوتاہی نکی اور پھر فیصل کیے اور فتوے دیے اور روایت وتعلیم کیا اور اس طبقے میں علما کا ڈھنگ آپس مین ملتا جلتا تھا اور حاصل و خلاصہ کلام اونکا احادیث مسندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرسل کے ساتھ تمسک کرنا تھا اور وہ لوگ اقوال صحابہ اور تابعین سے استدلال کیا کرتے تھے

باب اسباب اختلاف مذاہب فقہا

قلنا منہم انہا احادیث منقولۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختصروها فجعلوها موقوفۃ کما قال ابراہیم وقد روی حدیث نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمزابنۃ فقیل لہ اما تحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا غیر ہذا قال بلی ولکن اقول قال عبد اللہ قال علقمۃ احب الی وکما قال الشعبی وقد سئل عن حدیث وقیل انہ یرفع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ ونقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تکون استنباطا منہم من المنصوص او اجتہادا منہم برأیہم وہم احسن صنیعا فی کل ذلک ممن یجیئ بعدہم واکثر اصابۃ واقدم زمانا واوعی علما فتعین العمل بہا الا اذا اختلفوا وکان حدیث رسول صلعم یخالف قولہم مخالفۃ ظاہرۃ وانہ اذا اختلف احادیث رسول صلعم فی مسئلۃ رجعوا الی اقوال الصحابۃ

ترجمہ یہ جانکر یہ یا تو حدیثین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہین اور لوگون نے اسکی سند مین اختصار کرکے اسکو موقوف کردیا ہو جیسا کہ ابراہیم نخعی نے اس حال مین کہ روایت کیا اونھون نے اس حدیث کو کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ و مزابنہ سے پس کہا گیا کہ تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے سوا اسکے کوئی حدیث یاد نہین ہے کہا ہان ولیکن قال عبد اللہ قال علقمہ کہنا مجھکو زیادہ معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ کہا شعبی نے جبکہ پوچھی گئی ایک حدیث سے اور کہا گیا کہ مرفوع ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تو کہا کہ ان لوگون سے کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہین اوسکے روایت کرنا ہمارے نزدیک محبوب تر ہے کیونکہ اگر اوسمین کچھ زیادتی یا نقصان ہوگا تو اونہین لوگون سے ہوگا جو نبی صلعم کے بعد ہین یا منصوص سے اونلوگونکا استنباط یا اونہین کا اجتہاد کہ جسکو اونہون نے اپنی ہی راے سے کیا تھا اور وہ لوگ ان سبا بعد کے انجام دینے مین اون لوگون سے بہت اچھے تھے جو اونکے بعد آتے گئے اور ٹھیک سمجھ بوجھ مین اکثر اور زمانہ مین مقدم اور علم کی بڑے حافظ تھے پس متعین ہوا عمل ساتھ اوسکے مگر جب اختلاف کرتے وہ لوگ اور حدیث رسول صلعم کی اونکے قول کا ظاہر مخالف ہوتی اور جب احادیث رسول صلعم کی کسی مسئلہ میں مختلف ہوتی تو رجوع کرتے وہ طرف قول صحابہ کے

فان قالوا النسخ بعضها او بعض فرعن ظاهرہ اولم یفصحوا بذلک ولکن اتفقوا علی ترکہ وعدم القول بموجبہ فانہ کالنص بعلۃ فیہ او الحکم بنسخہ او تاویلہ اتبعوہم فی ذلک وہو قول مالک فی حدیث ولوغ الکلب جاء ہذا الحدیث ولکن لا ادری ما حقیقتہ حکاہ ابن الحاجب یعنی لم ار الفقہاء یعملون بہ وانہ اذا اختلف مذاہب الصحابۃ والتابعین فی مسئلۃ فالمختار عند کل عالم مذہب اہل بلدہ وشیوخہ لانہ اعرف بالصحیح من اقاویلہم من السقیم وادعی للاصول المناسبۃ لہا وقلبہ امیل الی فضلہم وتبحرہم فمذہب عمرؓ وعثمانؓ وعائشۃؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ وزید بن ثابتؓ واصحابہم مثل سعید بن المسیبؒ فانہ کان احفظہم لقضایا عمرؓ وحدیث ابی ہریرۃؓ وعروۃ وسالم وعکرمۃ وعطاء وعبید اللہ بن عبد اللہ وامثالہم احق بالاخذ من غیرہ عند اہل المدینۃ کما بینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فضایل المدینۃ

ترجمہ پس اگر کہتے وہ لوگ سا تھ نسخ بعض اوسکے یا پھیر تے اسکو اوسکے ظاہری معنی سے یا اوسکی کچھ تصریح نکرتے لیکن اسکے ترک اور اوسکے موجب کے نہ قبول کرنے پر اتفاق کرتے تو یہ اوس میں کسی علت کے ظاہر کرنے کے مانند یا اوسکی منسوخیت کی حکم کرنے یا تاویل کرنے کے مانند تھا تو وہ لوگ اونکی اسمیں پیروی کرتے اور یہی معنی ہیں امام مالک کے قول کے حدیث ولوغ الکلب میں آئے یہ حدیث لیکن میں اسکی حقیقت نہیں جانتا حکایت کیا ابن حاجب نے یعنے میں نے فقہاؤں کو اس پر عمل کرتے نہ دیکھا اور جب مختلف ہوئے مذاہب صحابہ اور تابعین کے کسی مسئلے میں تو مختار نزدیک ہر عالم کے مذہب اوسکے شہر والے اور شیوخ کا ہی اسواسطے کہ وہ لوگ اونکے صحیح قولوں کو سقیم سے تمیز کرنے والے اور خوب ہی پہچاننے والے اور جو اصول کہ اسکے مناسب تھے اوسکے بڑے ہی حافظ تھے اور انکا دل اونکے فضل اور تبحر کی طرف بہت ہی مائل تھا پس مذہب عمرؓ وعثمانؓ وعائشہ وابن عمرؓ وابن عباسؓ وزید بن ثابتؓ اور اونکے اصحاب کا مثل سعید بن مسیب کے کہ وہ قضایا عمرؓ اور احادیث ابی ہریرہؓ کے بڑے حافظ تھے اور عروہ وسالم وعکرمہ وعطا وعبید اللہ بن عبد اللہ اور انکے مانند لائق تر ہی اخذ میں سوا انکے نزدیک اہل مدینہ کے جیسا کہ بیان کیا ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولانها مأوى الفقهاء ومجمع العلماء في كل عصر ولذلك ترى مالكا يلازم محجتهم وقد اشتهر عن مالك انه متمسك باجماع اهل المدينة وعقد البخاري بابا في الاخذ بما اتفق عليه الحرمان ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه وقضايا علي وشريح والشعبي وفتاوى ابراهيم احق بالاخذ عند اهل الكوفة من غيره وهو قول علقمة حين مال مسروق الى قول زيد بن ثابت في التشريك قال هل احد منهم اثبت من عبد الله فقال لا ولكن رايت زيد بن ثابت واهل المدينة يشركون فان اتفق اهل البلد على شيء اخذوا عليه بنواجذهم وهو الذي يقول في مثله مالك السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها اما لكثرة القائلين به او لموافقته لقياس قوي او تخريج من الكتاب والسنة وهو الذي يقول في مثله مالك هذا احسن ما سمعت فاذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء

نفع عظیم اور سوا اسکے کہ وہ ہر زمانے میں فقہاؤں کا ٹھکانہ اور علماؤں کا مجمع رہا ہے اسلیئے تم دیکھتے ہو امام مالک کو کہ لازم کر لیا ہے اونہوں نے اونکی روش کو اور مشہور ہے امام مالک سے کہ وہ تمسک کرتے تھے ساتھ اجماع اہل مدینہ کے اور منعقد کیا ہے بخاری نے ایک باب اوسکے اخذ کرنے میں جسپر علما حرمین متفق ہیں اور مذہب عبد اللہ ابن مسعود اور اونکے اصحاب کا اور فیصلیات حضرت علی اور شریح اور شعبی اور فتاوے ابراہیم احق ہیں ساتھ اخذ کے نزدیک اہل کوفہ کے اونکے غیر سے اور یہی ہے علقمہ کے قول کا جبکہ مائل ہوئے مسروق طرف قول زید بن ثابت کے تشریک میں تو کہا اونہوں نے کیا اونمین کوئی ثابت تر عبد اللہ ابن مسعود سے بھی ہے پس کہا نہیں ولیکن دیکھا ہے میں نے زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے ہوئے پس اگر متفق ہو گئے ایک شہر والے اوپر کسی شئے کے تو پکڑا اون لوگوں نے اسکو اپنے دانتوں سے اور وہ وہی ہے کہ امام مالک اوسکے مثل میں کہتے ہیں یہ وہ سنت ہے کہ جسمیں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے ایسا اور ایسا اور اگر مختلف ہوئے وہ لوگ تو اخذ کیا اوسکے اقوی اور ارجح کو یا تو اوسکے بہت کہنے والوں کے سبب سے یا بواسطے موافقت اوسکے قیاس قوی کے یا بباعث تخریج اسکی کتاب اور سنت سے اور یہ وہی ہے جسکے مثل میں امام مالک کہتے ہیں یہ سب بہت اچھا ہے اون میں سے جسکو میں نے سنا ہے اور جب نہ پایا اون لوگوں نے اوسمیں جو حفظ

والرسموا فی ھذہ الطبقۃ التدوین فدون مالک و محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب بالمدینۃ وابن جریج وابن عیینۃ بمکۃ والثوری بالکوفۃ وربیع بن صبیح بالبصرۃ وکلھم مشوا علی ھذا النہج الذی ذکر ثم لما حج المنصور قال لمالک قد عزمت ان آمر بکتابک ھذہ التی وضعتہا فتنسخ ثم ابعث فی کل مصر من امصار المسلمین منہا نسخۃ وآمرھم بان یعملوا بما فیہا ولا یتعدوہ الی غیرہ فقال یا امیر المؤمنین لا تفعل ھذا فان الناس قد سبقت الیہم اقاویل وسمعوا احادیث ورووا روایات واخذ کل قوم بما سبق الیہم والوا بہ من اختلاف الناس فدع الناس وما اختار اھل کل بلد منہم لانفسہم ویحکی نسبۃ ھذہ القصۃ الی ھارون الرشید وانہ شاور مالکا فی ان یعلق الموطا فی الکعبۃ ویحمل الناس علی ما فیہ

ترجمہ اور اس طبقے مین علم شریعت کے تدوین کرنے کے ساتھ وہ لوگ الہام کیے گئے پس مدون کیا امام مالک اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب نے مدینہ مین اور ابن جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور ربیع بن صبیح نے بصرہ مین اور یہ سب لوگ اوسی روش پر چلے جسکو مین نے ذکر کیا اور جب حج کیا خلفاء عباسیہ نے تو امام مالک سے کہا کہ مین نے یہ قصد مصمم کیا ہو کہ تمہاری اس کتاب کو جسے تمنے بنایا ہو لکھوا دنکا حکم دون اور پھر مسلمانون کے ہر شہرون مین اوسکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور اونکو یہ امر کرون کہ جو اسمین ہو اوسی پر عمل کرین اور اسکے سوا ہوئے اسکے غیر کی طرف نہ تجاوز کرین تب امام مالک نے کہا اے امیر المومنین ایسا نکر کیونکہ مجھسے پہلے بہت لوگون کے پاس صحابہ اور تابعین کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ لوگ حدیثونکو سن چکے اور انکی روایت کر چکے ہین اور اخذ کیا ہو ہر قوم نے ساتھ اوسکے کہ اوسکے پاس پہلے پہونچا ہو اور لوگو کے اختلاف اونکے پاس آچکے ہین پس لوگون کو اوسکے ساتھ چھوڑ دو کہ جسکو ہر شہر والے نے اپنے نفس کے لیے اختیار کر لیا ہو اور اس قصہ کی نسبت ہارون رشید کیطرف بھی کی گئی ہو اور اوسمین یہ ہو کہ اوسنے امام مالک سے یہ مشورت کی کہ موطا کعبے مین لٹکا دیجائے اور اوسی پر عمل کرنے کے لیے لوگون کو تکلیف دیجائے

بنایا یعنی موطا کو ۱۲ محمد محمود

فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا في الفروع وتفرقوا
في البلدان وكل سنة مضت قال وفقك الله يا ابا عبد الله حكاه السيوطي رحمة الله
عليه فكان مالك اثبتهم في حديث المدنيين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
واوثقهم اسنادا واعلمهم بقضايا عمر رض واقاويل عبد الله بن عمر رض وعائشة رض واصحابهم
من الفقهاء السبعة وبه وبامثاله قام علم الرواية والفتوى فلما وسد اليه
الامر حدث وافتى وافاد واجاد وعليه انطبق قول النبي صلى الله عليه وسلم
يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم من
عالم المدينة على ما قاله ابن عيينة وعبد الرزاق وناهيك بهما فجمع اصحابه
رواياته ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها وخرجوا عليها وتكلموا
في اصولها ودلائلها وتفرقوا الى المغرب ونواحي الارض فنفع الله بهم كثيرا من خلقه

ترجمہ پس کہا امام مالک نے ایسا نہ کر کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروع
مین مختلف ہین اور وہ لوگ شہرونمین متفرق ہو گئے اور ہر سنتین گذر گئین تب کہا ہارون
رشید نے توفیق دیوے تجھکو اللہ تعالی یا ابا عبد اللہ حکایت کیا اسکو سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے
اور امام مالک رحمہ اللہ اہل مدینہ کی اون احادیث مین جو رسول اللہ سے مروی ہین ثابت تر اور
اونکو اسناد مین مضبوط تر اور قضایا عمر رض اور اقاویل عبد اللہ بن عمر رض اور عائشہ رض اور فقہاء
سبعہ وغیرہ اونکے اصحاب کے بڑے جاننے والے تھے اور اسکے اور اسکے مانند سے روایت اور
فتوی کا علم قائم ہوا پس جبکہ امر شریعت کا اونکے حوالے کیا گیا تو اونہون نے حدیثین بیان کین
اور فتوے دیے اور لوگونکو فائدہ پہونچائے اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم کا یہ قول اونہین پر منطبق ہوا (کہ عنقریب لوگ طلب علم مین اپنی شترونکے جگر دوڑاینگے
پس کسیکو مدینے کے عالم سے بڑھکر نہ پاینگے) بنابر اوسکی کہ کہا ہے ابن عیینہ اور عبد الرزاق نے
اور اسمین انہین دونونکی گواہی کافی ہے پس اونکے اصحاب نے اونکی روایتون اور اونکے
مختارات کو جمع کیا اور اوسکی تلخیص اور تحریر اور شرح اور تخریج کی اور اوسکے اصول اور دلائل مین
کلام کیے اور مغرب اور اطراف زمین مین متفرق ہو گئے پس اللہ تعالی نے اپنی بہت مخلوق

وان شئت ان تعرف حقیقته ما قلناه من اصل مذهبه فانظر فی کتاب الموطا
تجده کما ذکرناه وکان ابوحنیفة الزمهم بمذهب ابراهیم واقرانه لا یجاوزه الا ما شاء الله
وکان عظیم الشان فی التخریج علی مذهبه دقیق النظر فی وجوه التخریجات مقبلا
علی الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقیقته ما قلناه فلخص اقوال ابراهیم من
کتاب الآثار لمحمد رح وجامع عبد الرزاق ومصنف ابی بکر بن شیبة ثم قایسه
بمذهبه تجده لا یفارق تلک المحجة الا فی مواضع یسیرة وهو فی تلک الیسیرة
ایضا لا یخرج عما ذهب الیه فقهاء الکوفة وکان اشهر اصحابه ذکرا ابو یوسف
تولی قضاء القضاة ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبه والقضاء
به فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر وکان احسنهم تصنیفا والزمهم
درسا محمد بن الحسن فکان من خبره انه تفقه علی ابی حنیفة وابی یوسف

ترجمہ اور اگر تم یہ چاہو کہ جو ہمنے کہا ہی اسکی حقیقت کو اونکے اصل مذہب سے تمیز کرکے جانو
تو کتاب موطا مین نظر کرو ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے ذکر کیا اور ابوحنیفہ ابراہیم
اور اونکے اقران کے مذہب کے ساتھ ایسے ملازم تھے کہ اوس سے کبھی تجاوز کرتے تھے الا ماشاء اللہ
اور اونکے مذہب پر تخریج کرنے مین بڑی ہی عظیم الشان اور وجوہ تخریجات مین بڑے دقیق النظر
اور فروع پر بڑی توجہ کرنے والے تھے اور اگر تم چاہو کہ جو مین نے کہا ہی اسکی حقیقت کو جانو
تو اقوال ابراہیم کو کتاب آثار امام محمد رح اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
سے تلخیص کرلو پھر حنفی مذہب سے اوسکو موازنہ کرکے دیکھو تو تم یہی پاؤگے کہ امام
ابی حنیفہ رح نے اس روش سے مفارقت نہین کی ہی مگر بعض ہی مقام مین اور
اوس بعض مین بھی اوس سے نہین خارج ہین جسکی طرف فقہاء کوفہ گئے ہین اور اونکے
مشہور اصحاب مین سے ابو یوسف رح ہین جو ہارون رشید کے زمانہ مین قاضی ہوے
جس سے حنفی مذہب کے مشہور ہونے اور تمامی اطراف عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین اسکے پھیل
جانیکا یہ ایک بہت ہی بڑا سبب ہوا اور محمد بن حسن تصنیف کرنے مین بہت اچھے اور درس
کے بڑے ملازم تھے اور یہ خبر مشہور ہی کہ اونہون نے پہلے ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے فقہ حاصل کی تھی

ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا على مالك ثم رجع الى نفسه فتتبع مذهب اصحابه على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق فبها والا فان رای طائفة من الصحابة والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا او تخريجا لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء او يخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب من مذاهب السلف مما يراه ارجح مما هنالك وهما لا يزالان على محجة ابراهيم ما امكن لهما كما كان ابو حنيفة رحمه الله يفعل ذلك وانما كان اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم يزاحمانه فيه او يكون هناك لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة يخالفانه في ترجيح بعضها على بعض فصنف محمد رحمه الله وجمع رأي هؤلاء الثلاثة ونفع كثيرا من الناس فتوجه اصحاب ابي حنيفة رحمه الله الى تلك التصانيف تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا واستدلالا

ترجمہ اور اوسکے بعد مدینہ جا کر امام مالک سے مؤطا پڑھی پھر وہان سے لوٹکر خود متوجہ ہوکر اپنے اصحاب کے مذہب کی ہر ہر مسئلہ کو موطا پر تطبیق کیا پس اگر اوسکے موافق پایا تو اوسکو بہتر سمجھا اور اگر نہین تو صحابہ اور تابعین کی کسی جماعت نے اگر کوئی ایسی روایت کی ہو جو اونکے اصحاب کے مذہب کیطرف جاتی ہو تو اوسکو بھی بہتر سمجھا اور اگر کسی ضعیف قیاس یا ایسی نرم تخریج کو پایا جو ایسی حدیث صحیح کی جسپر بہت سے فقہا نے عمل کیا ہو مخالف ہو اور عمل اکثر علما کا بھی اوسکے خلاف ہے تو اوسکو سلف کے مذہبون مین سے کسی مذہب کیطرف جسکو وہان مرجح سمجھتے تھے چھوڑ دیا اور یہ دونون جہانتک ممکن ہو سکا برابر ابراہیم کی روش پر رہے جیسا کہ ابو حنیفہ رح اوسکو کرتے تھے اور سوا اسکے نہین ہے کہ اختلاف انکا ان دو چیزون مین سے ایک مین تھا یا تو یہ کہ انکے شیخ کی کوئی تخریج ابراہیم کے مذہب پر ہوتی تھی تو اوسمین یہ دونون مزاحمت کرتے تھے یا ابراہیم اور اونکے مانند لوگون کے اقوال اوسمین مختلف ہوتے تھے تو یہ دونون بعض کو بعض پر ترجیح دینے مین خلاف کرتے تھے پس امام محمد رح نے تصنیف کی اور ان تینون کی راے کو جمع کیا اور بہت لوگون کو نفع پہنچایا پس اصحاب ابو حنیفہ رح کی ان تصانیف کی تلخیص اور تقریب اور تخریج اور تاسیس اور استدلال

ثم تفرقوا الى خراسان وما وراء النهر فسمى ذلك مذهب ابی حنيفة رحمه الله عليه وانما عد مذهب ابی حنيفة رح مع مذهب ابی يوسف رح ومحمد رح واحدا مع انهما مجتهدان مطلقان ومخالفتهما يسيرة قليلة فی الاصول والفروع لتوافقهم فی هذا الاصل ولتدوين مذاهبهم جميعا فی المبسوط والجامع الكبير ونشاء الشافعی رحمه الله عليه فی اوائل ظهور المذهبين وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر فی صنيع الاوائل فوجد فيه امورا كبحت عنانه من الجريان فی طريقهم وقد ذكرها فی اوائل كتاب الام منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذكورة فی كتب الاصول

ترجمہ اور یہ سب خراسان اور ماوراء النہر مین تمام پہیل پڑے ہین اور اسیکا نام حنفی مذہب رکھا گیا اور ابو حنیفہ رح کا مذہب ابی یوسف رح اور محمد رح کے ساتھ ایک ہی مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ یہ دونون مجتہد مطلق ہین اور ان دونون کے اصول و فروع مین مخالفت بہت ہی کم ہے اسلیے کہ اصل مین انکی موافقت ہی اور اسلیے کہ ان دونون نے اپنے مذاہب کو مبسوط اور جامع کبیر مین مدون کیا ہی اور ان دونون مذہبون کے اوائل ظہور اور اونکے اصول اور فروع کی ترتیب ہی کے زمانے مین امام شافعی ظاہر ہوئے پس اونہون نے پہلون کے افعال مین نظر کیا تو اوسمین اونہون نے چند امور ایسے پائے جس سے انکی باگ اون لوگون کے طریقون مین جاری ہونے سے رک گئی اور اون سب امرون کو امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے اوائل کتاب الام مین ذکر کیا ہی اوسمین سے یہ ہین کہ وہ لوگ مرسل اور منقطع کے ساتھ اخذ کرتے ہین پس اوسمین خلل داخل ہوتا ہی کیونکہ جب تمامی طریقے حدیث کے جمع کیے جاتے ہین تو ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے مرسل ایسے ہین کہ جنکی کچھ اصل نہین اور بہت سے مرسل ایسے ہین جو مسند کے خلاف ہین پس یہ امر ثابت ہوا کہ مرسل سے استدلال نہ کیا جاوے مگر بوقت موجود ہونے اون شرطون کے جو کتب اصول مین مذکور ہین

ومنها انه تمكن في قواعد الجمع من المختلفات مضبوطة عندهم فيطرق بذلك الخلل في اجتهاداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين ويقول هذا زيادة على كتاب الله فقال الشافعي اثبت عندك انه لا تجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصية للوارث لا تجوز لقوله صلى الله عليه وسلم الا لا وصية لوارث وقد قال الله تعالى كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الآية واورد عليه شيئا من هذا القليل فانقطع كلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم يبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بآرائهم واتبعوا العمومات واقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك

ترجمہ اور بعض اونمین سے یہ ہے کہ اونکے نزدیک مختلفات کے جمع کے قاعدے منضبط نہ تھے اس سبب سے اونکے مجتہدات مین خلل عارض ہوا کرتا تھا پس اسکے لیے امام شافعی رح نے اصول وضع کیا اور اوسکو ایک کتاب مین مدون فرمایا اور یہ اصول فقہ مین پہلے تدوین یہی تھی مثال اسکی وہ ہے جسکی خبر ہمکو یون پہونچی ہے کہ امام شافعی رح امام محمد ابن حسن کے پاس اتفاقا ایسے وقت مین جا پڑے کہ وہ مدینے والون پر اس بات مین طعن کر رہے تھے کہ وہ لوگ ایک ہی گواہ سے قسم کہلا کر فیصلہ کر دیا کرتے ہین اور کہ رہے تھے کہ یہ زیادتی ہے کتاب اللہ پر پس کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کیا تمہارے نزدیک ثابت ہوا کہ کتاب اللہ پر زیادتی خبر واحد کے ساتھ جائز نہین ہے کہا ہان تب کہا شافعی نے پس کیون کہتے ہو تم کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہین ہے بدلیل قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے (خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ وارث کے لیے وصیت نہین) حالانکہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے جب حاضر ہو تم مین سے کسیکو موت آخر آیت تک اور وارد کیے اوسپر اسی قبیل کے بہت اعتراضات پس منقطع ہو گیا کلام محمد بن حسن کا اور منجملہ ان سے یہ ہے کہ بعض احادیث صحیحہ اون علماء تابعین کو جو فتوا دیا کرتے تھے نہ پہنچین اسلیے اونہون نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور عمومات کی پیروی کی اور جو صحابہ گذر گئے تھے

ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له او لم يظهر في الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عندما امعن اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ الجامعين بطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار في غفلة منه فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسألة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث

ترجمہ اسکے بعد تیسرے طبقے مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو اونہون نے یہ خیال کرکے کہ یہ اونکے اہل مذہب اور اونکے اون طریقون کے جن مین اونکو کچھ اختلاف نہین ہے خلاف ہی اون پر عمل نکیا اور یہ درحقیقت حدیث مین قادح اور اوسکے لیے علت مسقط تھی یا کہ تیسرے طبقے مین بھی وہ حدیثین نظاہر ہوئین مگر ہان اسکے بعد جب اہل حدیث نے اوسکے سب طریقون مین بغور نظر کیا اور اوسکی تحقیقات کے لیے تمامی اطراف زمین مین چلے اور علماء اون سے مباحثہ کیے تو بہت سی ایسی حدیثین ظاہر ہوئی ہین جنکو صحابہ مین سے فقط ایک یا دو شخص نے روایت کیا تھا اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایک ہی یا دو نے روایت کی تھی اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایسی ہی ہر دور اور اونکے بعد بھی یون ہی منقول ہوتی چلی آئی تھی پس اہل فقہ پر وہ حدیثین چھپی رہین اور اون حافظون کے زمانے مین کہ حدیث کے تمامی طرق کی جمع کرنیوالے تھے ظاہر ہو گئین چنانچہ بہت سی ایسی حدیثین ہین کہ مثلاً اہل بصرہ نے اونکو روایت کیا ہے اور تمامی ملک کے لوگ اوس سے غافل ہین پس بیان کیا شافعی رحمہ اللہ نے کہ علماء صحابہ اور تابعین کے برابر یہ شان تھی کہ ہمیشہ وہ لوگ ہر مسئلہ مین حدیث طلب کیا کرتے تھے اور جب حدیث نپاتے تھے تو ایک دوسرے طرح کی استدلال سے تمسک کرتے تھے مگر پھر جب اسکے بعد اونپر حدیث ظاہر ہوتی تھی تو اپنی اجتہاد سے

فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عليهم تمسكهم بالحديث قدحاً فيه اللهم الا اذا تبينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين فانه حديث صحيح روي بطرق كثيرة معظمها يرجع الى الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير او محمد بن عباد بن جعفر عن عبد الله بن عبد الله عن ابن عمر ثم تشعبت الطرق بعد ذلك وهذان وان كانا من الثقات لكنهما ليسا ممن وسد اليهم الفتوى وعول الناس عليهم فلم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس فانه حديث صحيح روي بطرق كثيرة وعمل به ابن عمر وابو هريرة من الصحابة ولم يظهر على الفقهاء السبعة ومعاصريهم فلم يكونوا يقولون به فرأى مالك وابو حنيفة هذه علة قادحة في الحديث وعمل به الشافعي

ترجمہ پس جبکہ یہ امر اسطرح پر تھا تو کسی حدیث کے ساتھ اونکا تمسک کرنا اوسمین جرح نہ تھا مگر یہانتک جب اونہون نے اوسکی علت قادحہ بیان کردیا ہو مثال اوسکی حدیث قلتین ہے کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے اور بہت ایسے طریقون سے روایت کی گئی ہے کہ معظم اسکا پہونچتا ہے طرف ولید بن کثیر کے محمد بن جعفر بن زبیر یا پہونچتا ہے محمد بن عباد بن جعفر کیطرف جو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے پھر اوسکے بعد اوسکے بہت سی طریقین ہو گئے اور یہ دونون اگرچہ ثقات ہین لیکن مفتیون مین نہین ہین اور لوگ اونکے پاس فتوا پوچھنے یا ایسی حاجت روائی کے لیے نہ جایا کرتے تھے پس چونکہ یہ حدیث نہ سعید بن مسیب کے زمانے مین اور نہ زہری کے زمانے مین ظاہر ہوئے اور نہ اسپر مالکیہ اور نہ حنفیہ چلے اسلیے لوگون نے اوسپر عمل نہ کیا مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے اسپر عمل کیا - اور جیسے حدیث خیار مجلس کی کہ بیشک وہ حدیث صحیح اور بہت سے طریقون سے مروی ہے اور صحابیون مین سے ابن عمر رض اور ابو ہریرہ رض نے اسپر عمل کیا ہے مگر فقہاء سبعہ اور اونکے زمانے کے لوگون پر نہ ظاہر ہوئے پس اسلیے وہ لوگ اسکے مطابق نہ کہتے اور نہ کسیکو حکم کرتے تھے پس امام مالک رح اور ابو حنیفہ نے سمجھا کہ اس حدیث مین یہ علت قادحہ ہے اور امام شافعی رح نے اسپر عمل کیا

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت ورای كثيرا منها ما يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورای السلف لم يزالوا في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال ومنها انه رای قوما من الفقهاء يخلطون الرای الذی لم يسوغه الشرع بالقياس الذی اثبته فلا يميزون واحدا منهما من الاخر ويسمونه تارة بالاستحسان واعني بالرای ان ينصب مظنة حرج او مصلحة علة لحكم وانما القياس ان يخرج العلة من الحكم المنصوص ويدار عليها الحكم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا حكاه العضد في شرح مختصر الاصول مثاله رشد اليتيم امر خفي فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس وعشر سنة مقامه قالوا اذا بلغ اليتيم هذا العمر سلم اليه ماله قالوا هذا استحسان والقياس ان لا يسلم اليه

ترجمہ اور اونہین امرون مین سے یہ ہے کہ جب امام شافعی کے زمانہ مین اقوال صحابہ جمع کیے گئی تو بہت اور مختلف اور شاخ شاخ پائے گئے اور اونہون نے بہتون کو ایسا معلوم کیا کہ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہین اس حیثیت سے کہ اونکو حدیثین نہین پہونچین اور سلف کے حالات اونکو ایسے معلوم ہوئے کہ ایسی حالتون مین وہ لوگ برابر حدیث کیطرف رجوع کرتے رہے پس ان لوگون کے اون اقوال کے ساتھ کہ جو متفق نہ تھے اونہون نے تمسک کرنا چھوڑ دیا اور کہا اس بارہ مین وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین اور اونہین امرون مین سے یہ ہے کہ اونہون نے فقہا کی ایک ایسی قوم کو پایا جسنے اوس رائے کو جسکو شریعت نے نہ جائز رکھا تھا اوس قیاس کے ساتھ جسکو اونہون نے ثابت کیا تھا ایسے طور پر ملا دیا کہ ایک دوسرے سے تمیز نہو سکتی تھی اور اوسکا نام وہ لوگ استحسان رکھا کرتے تھی اور مراد لیتا ہون مین رائے سے یہ کہ قائم ہو مظنہ کسی حرج کا یا مصلحت علت کسی حکم کے اور قیاس یہ ہے کہ خارج ہو علت حکم منصوص سے اور دائر ہو اوس پر حکم پس امام شافعی نے اسکو خوب اچھی طرح سے باطل کیا اور کہا کہ جسنے استحسان قائم کیا اوسنے شارع ہونیکا ارادہ کیا حکایت کیا اسکو عضد نے شرح مختصر الاصول مین مثال اسکے عاقل ہونا یتیم کا کہ ایک امر خفی ہے پس پندرہ برس کی عمر کو لوگون نے اوسکی جگہ قائم کیا اور کہا کہ جب یتیم اس عمر کو پہونچ جاوے

وبالجملة فلما رأى في صنيع الاوائل مثل ذلك اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف الكتب فاجاد وافاد واجتمع عليه الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخريجا ثم تفرقوا في البلدان فكان هذا مذهب الشافعي رحمه الله تعالى والله اعلم

باب اسباب الاختلاف بين اهل الحديث واصحاب الرأي

اعلم انه كان بين العلماء في عصر سعيد بن المسيب والزهري وابراهيم وفي عصر مالك وسفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض بالرأي ويهابون الفتيا والاستنباط الا لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر همهم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عبد الله بن مسعود عن شيء فقال اني لاكره ان احل لك شيئا حرمه الله عليك او احرم ما احله الله لك وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون ان يكون فيهم من اذا سئل سدد

ترجمہ الحاصل امام شافعی رح نے جب پہلوں کے عملدرآمد میں ایسے امور دیکھے تو فقہ کو سرے سے اخذ کیا اور اصول قائم کیے اور فروع چھانٹے اور کتابیں تصنیف کیں اور خوب ٹھیک ٹھیک کام کیا اور خلق اللہ کو فائدہ پہونچایا اور فقہانے ان امور پر اتفاق اور اجتماع کیا اور بطور اختصار و شرح و استدلال و تخریج کی اونہوں نے اسمیں تصرف کیا اور پھر وہ تمام ملکوں میں متفرق ہو گئے اور یہی سبب امام شافعی رح کا مذہب ہو گیا واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف درمیان اہل حدیث و اصحاب رائے

جان تو کہ سعید بن مسیب اور زہری اور ابراہیم اور امام مالک اور سفیان کے زمانہ میں اور اونکے بعد بھی علماؤں میں سے ایک ایسی جماعت کے لوگ تھے کہ جو رائے میں غوض کرنیکو مکروہ جانتے تھے اور بجز ضروری اور نہایت لابدی امر کے حالت کے فتوا اور استنباط میں بہت ہی خوف کرتے تھے اور بڑی ہمت اونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی روایت کرنے میں مبذول تھی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود جب ایک شے سے پوچھے گئے تو اونہوں نے کہا کہ میں اسکو بہت ہی مکروہ جانتا ہوں کہ حلال کردوں تمہارے لیے اوس چیز کو کہ اللہ نے تمپر اوسکو حرام کیا ہو یا حرام کردوں اوسکو کہ اللہ نے اوسکو تمہارے لیے حلال کیا ہو اور کہا معاذ بن جبل نے کہ اے لوگو بلا کے اوترنے کے پہلے ہی اوسکو مت اوتارو کیونکہ مسلمانوں میں برابر ایسے لوگ

وروی نحو ذلک عن عمر و علی و ابن عباس و ابن مسعود فی کراھیة التکلم فی مالم ینزل وقال ابن عمر لجابر بن زید انک من فقہاء البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة ماضیة فانک ان فعلت غیر ذلک ھلکت واھلکت وقال ابو النضر لما قدم ابو سلمة البصرة اتیتہ انا والحسن فقال للحسن انت الحسن ما کان احد بالبصرة احب الی لقاء منک وذلک انہ بلغنی انک تفتی برائک فلا تفت برائک الا ان یکون سنة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کتاب منزل وقال ابن المنکدر ان العالم یدخل فیما بین اللہ وبین عبادہ فلیطلب لنفسہ المخرج وسئل الشعبی کیف کنتم تصنعون اذا سئلتم قال علی الخبیر وقعت کان اذا سئل الرجل قال لصاحبہ افتہم فلا یزال حتی یرجع الی الاول

ترجمہ اور ایسی چیزون مین کہ نص شرعی نہین نازل ہوئی ہر او سمین کلام کرنیکی کراہت مین حضرت عمر اور علی اور ابن عباس اور ابن مسعود سے بھی مروی ہر اور فرمایا ابن عمر نے جابر بن زید سے کہ تو فقہاء بصرہ سے ہر لیکن فتوی دیا کر مگر قرآن ناطق یا سنت ماضیہ سے کیونکہ اگر تو اسکے خلاف کریگا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور لوگون کو بھی ہلاک کریگا اور کہا ابو نضر نے کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے تو مین اور حسن بصری اونکے پاس پاس آیا تو اونہون نے حسن بصری سے کہا کہ تو ہی حسن ہر بصرہ کے لوگون مین سے کوئی ایسا نہین جسکے ملنے کو میرا دل تم سی بڑھکر چاہتا ہو اور یہ اس لیے کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ تو فتوا دیا کرتا ہی تو بس اپنی راے سے فتوا نہ دیا کر مگر اسطرح پر کہ وہ موافق ہو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یا اوس سے جو خدا کیطرف سے نازل کی گئی ہر اور کہا ابن المنکدر نے کہ عالم داخل ہوتا ہی اوس مقام مین کہ درمیان اللہ تعالی اور اوسکے بندون کی ہے اوسکو چاہیے کہ اپنی نکاسی کی صورت ٹھہرا لیوے اور پوچھے گئے شعبی کہ جب تم لوگ کسی مسئلے سے سوال کیے جاتے تھے تو کیا کرتے تھے تو اونہون نے کہا کہ تو ایک واقف شخص ... پر واقع ہوا انہین سے جب کوئی شخص کچھ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے صاحب سے کہتا تھا کہ تو ہی فتوا دے یہانتک کہ ایسے ہی اول تک اوسکو پہنچا کرتے تھے +

وقال الشعبی ما حدثوک هؤلاء عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فخذ به وما قالوه
برائهم فالقه فی الحش اخرج هذه الآثار عن اخرها الدارمی فوقع شیوع
تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابة الصحف والنسخ حتی
قل من یکون اهل الروایة الا کان له تدوین الحدیث او صحیفة او نسخة
من حاجتهم موقع عظیم فطاف من ادرک من عظمائهم ذلک الزمان بلاد
الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان وجمع الکتب وتتبعوا النسخ وامعنوا
فی التفحص من غریب الحدیث ونوادر الاثر فاجتمع باهتمام اولئک من الحدیث
والآثار ما لم یجتمع لاحد قبلهم وتیسر لهم ما لم یتیسر لاحد قبلهم وخلص الیهم
من طرق الاحادیث شیء کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندهم مائة طریق
فما فوقها فکشف بعض الطرق ما استتر فی بعضها الآخر وعرفوا محل کل حدیث من الغرابة والاستفاضة

ترجمه اور کہا شعبی نے کہ یہ لوگ جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرین
اوسکو لے لو اور جو اپنی راے سے کہین اوسکو پاے ضرور مین ڈالدو نکالا ان سب آثار
کو دارمی نے پس واقع ہوا شیوع تدوین حدیث اور اثر کا اسلام کے شہرون مین اور کتابت
صحیفون کی اور نسخ کی انکا یہانتک کہ ایسے اہل روایت بہت ہی کم تھے جنکے پاس تدوین حدیث
یا کوئی صحیفہ یا نسخہ اونکی حاجتون سے جو موقع عظیم مین واقع ہوئی تھی نہون پس بڑے اوس
زمانہ کے علما حجاز اور شام اور عراق اور مصر او یمن اور خراسان کے شہرون مین اور بڑے
بڑے علما اون سے ملاقات کی اور اونسے علوم حاصل کرکے کتابین جمع کین اور نسخ کی تتبع
کی اور احادیث غریب اور آثار نادرہ کے تفحص و تلاش مین خوب ہی باریک بینی کی پس انکے
اہتمام سے وہ حدیثین و آثار جمع ہوگئے کہ جو انکے پہلے والونمین سے کسیکے پاس نہ مجتمع تھی اور انکے
لیے وہ آسانیان ہوگئین کہ جو انکے پہلے کسیکو نہ حاصل تھین اور طرق احادیث سے انکے پاس بہت
چیزین پہونچ گئین یہانتک کہ اونکے پاس بہت سی حدیثون کی سو سو یا اس سے بھی زیادہ طریقے
تھے پس اس طریقے سے احادیث کے بعض طرق جو بعض روایتون مین پوشیدہ تھے
سب کھل گئے اور اون لوگون نے حدیث کی غرابت و شہرت وغیرہ تمامی محل کو پہچان لیا

وامكنهم النظر في المتابعات والشواهد فظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر على اهل الفتوى من قبل قال الشافعي لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة كنسخة بريد عن ابي بردة عن ابي موسى ونسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه الا شرذمة قليلون فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن الا من جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن

ترجمہ اور اس سبب سے متابعات اور شواہد پر نظر کرنے مین وہ قادر ہوگئے اور انپر بہت سے ایسی حدیثین ظاہر ہوگئین کہ جو انکے پہلے اہل فتوا پر نہ ظاہر ہوئی تھین چنانچہ امام شافعی رح نے امام احمد رح سے کہا کہ اخبار صحیح کو تم ہملوگون سے زیادہ جاننے والے ہو لیکن جب کوئی خبر صحیح ہو تو اوسکی خبر مجھے کردو تاکہ مین اوسپر چلون چاہے اوسکا راوی کوفی ہو یا بصری یا شامی حکایت کیا اسکو ابن الہمام نے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ بہت سی صحیح حدیثین ایسی ہین کہ جسکو فقط ایک ہی شہر والون نے روایت کیا ہو جیسے بہت سی حدیثون کی روایت کرنے مین شام والے اور علی ہذا القیاس عراق والے فرد ہین یا فقط ایک ہی خاندان کے لوگون نے روایت کی ہے جیسے نسخہ برید کہ وہ فقط ابی بردہ اور ابی موسے ہی سے مروی ہی اور نسخہ عمرو بن شعیب کہ وہ اونکے باپ دادا ہی سے منقول ہو یا یہ کہ صحابی غیر معروف وقلیل الحدیث تھا اوس سے بہت ہی کم لوگون نے روایت کی ہو پس عامہ اہل فتوی ایسی حدیثون سے غافل رہے اور انکے نزدیک ہر شہر کے فقہاء صحابہ وتابعین کے آثار مجتمع ہوگئے اور پہلے کے لوگ نہ قادر تھے مگر فقط اپنے شہر یا اصحاب کی حدیثون کے جمع کرنے مین اور انکے پہلے کے لوگ اعتماد کرتے تھے معرفت اسماء رجال اور مراتب عدالت مین جو اونکے پاس مشاہدہ حال اور تتبع قرائن سے پہونچتے تھے

بروز قلیل الحدیث ۱۲

وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا مستقلا وبالغوا في التدوين والبحث وناظروا في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا التدوين والمناظرة ما كان خفيا من حال الاتصال والانقطاع وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا يمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون الف حديث كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته الى مكة وكان اهل هذه الطبقة يروون اربعين الف حديث فما يقرب منه بل صح عن البخاري رحمه الله تعالى انه اختصر صحيحه من ستمائة الف حديث وعن ابي داؤد انه اختصر سننه من خمسمائة الف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فما وجد فيه ولو بطريق واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له

ترجمہ اور اس طبقے والوں نے اس فن میں خوب غور و فکر کیا اور اس میں ... تدوین کرکے اسکو ایک مستقل شے قرار دیا اور حکم میں اوسکے صحت وغیرہ کے ساتھ اونہوں نے مناظرہ کیا پس اس تدوین و مناظرہ میں جو جو امور حالات اتصال و انقطاع سے پوشیدہ تھے ان پر سب منکشف ہو گئے اور سفیان اور وکیع اور انکے مانند لوگ اگرچہ انتہا درجہ کی کوشش کرنے والے تھے مگر تو بھی ہزار سے کم ہی احادیث مرفوع متصل کی روایت پر قادر تھے جیسا کہ ابوداؤد سجستانی نے اپنے اوس رسالے میں جو مکہ والوں کی طرف لکھا ہے ذکر کیا ہے اور اس طبقے کے لوگوں نے چالیس ہزار کے قریب تک روایت کیا ہے بلکہ بخاری رحمہ اللہ تعالی سے بطریق صحیح منقول ہے کہ اونہوں نے اپنے صحیح کو چھ لاکھ حدیثوں سے اختصار کیا ہے اور ابی داؤد سے منقول ہے کہ اونہوں نے اپنے سنن کو پانچ لاکھ حدیث سے اختصار کیا ہے اور امام احمد نے اپنے مسند کو ایک میزان مقرر کیا ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پہچانی جاتی ہیں پس جو اوس میں ہے اگرچہ ایک ہی طریق سے پائی جائے تو یہ جاننا چاہیے کہ اسکے لیے کوئی اصل ہے اور نہیں تو یہ محض بے اصل ہے۔

وکان رؤس هؤلاء عبد بن مهدی الرحمن ویحیی القطان ویزید بن هارون و
عبد الرزاق وابو بکر بن شیبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
ابن راهویه والفضل بن دکین وعلی المدینی واقرانهم وهذه الطبقة هی الطراز الاول
من طبقات المحدثین فرجع المحققون منهم بعد احکام فن الروایة ومعرفة مراتب
الاحادیث الی الفقه فلم یکن عندهم من الرای ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی
مع ما یرون من الاحادیث والاثار المناقضة لکل مذهب من تلک المذاهب
فاخذوا یتبعون احادیث النبی صلی الله علیه وسلم واثار الصحابة والتابعین
والمجتهدین علی قواعد احکموها فی نفوسهم وانا ابینها لک فی کلمات یسیرة کان
عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قران ناطق فلا یجوز التحول
منه الی غیره واذا کان القران محتملا لوجوه فالسنة قاضیة علیه

ترجمہ اور سردار اس قافلہ کے عبداللہ بن مہدی الرحمن اور یحیی القطان اور یزید بن
ہارون اور عبدالرزاق اور ابوبکر بن شیبہ اور مسدد اور ہناد اور احمد بن حنبل اور اسحق
بن راہویہ اور فضل بن دکین اور علی مدنی اور اقران انکے ہین اور یہی طبقہ
طبقات محدثین کا نقش اول ہے پس بعد مضبوط کرنے فن روایت و معرفت
مراتب احادیث کے اونکے محققین فقہ کی طرف رجوع لائے تو مقتضا یہ رای
وقیاس کے اونکے نزدیک یہ بات نہ تھی کہ اون لوگون مین سے کہ گذر چکی تھی کسی
ایک شخص کی تقلید پر مجتمع ہوجاوین باوجودیکہ ان مذاہب مین سے ہر ایک مذہب
کی احادیث اور اثار مناقضہ کو وہ لوگ روایت کرتے اور خوب سمجھتے بوجھتے تھے
پس وہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور صحابہ اور تابعین کے اثار اور
مجتہدین کے اون قواعد کے جسکو اونھون نے خود محکم کیا تھا پیروی کرنے لگے
اور اسکو مین تیرے لیے چند کلمون مین بیان کردیتا ہون کہ اونکا یہ داب تھا کہ جب وہ
لوگ کسی مسئلہ مین قرآن ناطق پاتے تو اوس سے اوسکے غیر کی طرف نقل نکرتے تھے
اور جب قرآن کو چند وجون سے محتمل پاتے تو سنت کو اوس پر قاضی ٹھہراتے تھے

فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواء كان
مستفيضا دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او
بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسئلة
حديث فلا يتبع فيها خلافه اثرا من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين
واذا افرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا اخذوا باقوال
جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا ببلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو
المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم ورعا و
اكثرهم اشتهر عليهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تأملوا في عمومات الكتاب و
السنة وايمائها واقتضائها وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب

ترجمہ یعنے جب کتاب اللہ مین نہ پاتے تھے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخذ کرتے
تھے چاہے سنت مشہور اور فقہا مین دایر ہو یا کسی شہر یا خاندان یا طریقہ خاصہ کے ساتھ مختص ہو اور چاہے
صحابہ اور فقہا نے اسپر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جب کسی مسئلہ مین حدیث موجود ہوا کرتی تھی تو اوسکے
خلاف مین کسی آثار یا اجتہاد مجتہدین کے ساتھ پیروی نکرتے تھے اور جب وہ لوگ حدیث کی
تلاش مین کوشش کرکے تھک جاتے تھے اور اوس مسئلہ مین حدیث نہ پاسکتے تھے تو صحابہ و
تابعین کے کسی ایک جماعت کے اقوال کے ساتھ اخذ کرتے تھے اور کسی قوم یا شہر کے تقید
جیسا کہ ان سے پہلے کے لوگ کرتے تھے نہین کرتے تھے پس اگر جمہور خلفاء اور فقہاء کسی شئے پر
متفق ہوتے تھے تو اسکو وہ لوگ قابل اتباع اور پیروی کے لائق سمجھتے تھے اور اگر مختلف ہوتے
تو اونمین سے جو بڑا عالم اور پرہیزگار اور متدین و مشہور ہوا کرتا تھا اوسکی حدیث کو اخذ کرتے
تھے اور اگر اسمین ایسی شئے پاتے جسمین دونوں قول مساوی ہوتے تو اوسکو دو قول والا
مسئلہ ٹھہراتے اور اگر اس سے بھی عاجز آجاتے تو عمومات کتاب و سنت اور اسکے ایما و
اقتضا مین تامل کرتے اور جواب نظیر مسئلہ کو اوس مسئلہ پر حمل کرتے

واذا كانا متقاربين بادى الرأى لا يعتمدون فى ذلك على قواعد من الاصول
ولكن على ما يفضى الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان التواتر عدد الرواة
ولا حالهم ولكن اليقين الذى يعقبه فى قلوب الناس كما نبهنا على ذلك فى بيان
حال الصحابة وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل وتصريحاتهم
وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا ورد عليه الخصم نظر فى كتاب الله
فان وجد فيه ما يقضى بينهم قضى به وان لم يكن فى الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم فى ذلك الامر سنة قضى به فان اعياه خرج
فسأل المسلمين وقال اتانى كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قضى فى ذلك بقضاء فربما اجتمع عليه النفر كلهم يذكر من
رسول الله صلعم فيه قضاء فيقول ابوبكر الحمد لله الذى جعل فينا من يحفظ على نبينا

ترجمہ اور جب ظاہر مین وہ دونون متقارب ہوتے تو اسمین قواعد اصول کے مطابق وہ لوگ
نہ اعتماد کرتے لیکن جو اونکی فہم مین آجاتا اور جس سے اونکا سینہ ٹھنڈا ہو جاتا اوسیکو معتمد جانتے
جیسا کہ میزان تواتر مین عدد رواۃ اور اونکا حال معتبر نہین ہے بلکہ وہی یقین معتبر ہے جو
لوگون کے دلون مین بعد مشاہدہ کسی امر کے حاصل ہو جایا کرتا ہے جیسا کہ ہمنے اسپر
بیان حال صحابہ مین آگاہ کیا ہے اور یہ اصول پہلون کی عمل درآمد اور اونکی تصریحات سے مستخرج تھا
چنانچہ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر کو جب کوئی امر خصومت کا پیش آتا تو وہ
کتاب اللہ مین نظر کرتے پس اگر اوسمین وہ امر پاتے جس سے خصمین کے درمیان
فیصلہ ہو جاتا تو اوس سے فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب اللہ مین ایسا نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امر بارہ مین کوئی طریقہ مسنونہ جانتے ہوتے تو اوس سنت سے حکم کر دیتے اور اگر ان دونون سے تھک جاتے
تو مجمع عام مین نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور یہ کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا امر خصومت کا آیا ہے آیا تم لوگ
جانتے ہو کہ رسول صلعم نے اسمین کوئی فیصلہ کیا ہے اور کوئی امر فرمایا ہے پس اکثر اوقات تمام لوگ اونکے پاس
مجتمع ہو کر رسول صلعم سے جو امر فیصلہ کا اسمین ثابت ہوا ہوتا ذکر کرتے تب وہ یہ سب دیکھکر فرماتے شکر ہے
خدا کا جسنے ہم مین ایسے لوگونکو موجود کیا جنہون نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احکام کو یاد کیا

ف یعنی اونکو یقین کامل ہو جاتا ۱۲ محمد محمود

فان اتیاہ امر لم یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع رؤس الناس وخیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علی امر قضی بہ وعن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیہ ان جاءک شیٔ فی کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتک عنہ الرجال فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلعم فاقض بہا فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برأیک ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتأخر فتأخر ولا اری التأخر الا خیرا لک

ترجمہ اور اگر اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پانے سے بھی تھک جاتے تو سرداروں اور اچھے لوگوں کو جمع کر کے مشورت کرتے اور جسپر اونکی راے مجتمع ہوتی اوسکے مطابق حکم فرماتے اور شریح سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اونکو لکھبھیجا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ میں ہے تو مطابق اوسکے فیصلہ کیا کرو اور دیکھو لوگ تمکو اس سے ڈگا نہ دین اور اگر کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ میں نہو تو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اوسکو دیکھو اور مطابق اوسکے فیصلہ کرو اور اگر کوئی ایسا امر تمہارے پاس آوے کہ جو نہ کتاب اللہ میں اور نہ سنت رسول اللہ میں ہو تو دیکھ کہ لوگ جسپر مجتمع ہوں اوسکو اخذ کرو اور اگر کوئی ایسا امر آیا کہ نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اور نہ اسمین تیرے پہلے کسی نے کچھ کلام کیا ہے تو ان دونوں امروں میں سے جسکو چاہے تو اختیار کر لیجیے اگر چاہے تو اپنی راے سے اجتہاد کر کے آگے بڑھ اور اگر چاہے تو پیچھے ہٹ اور پیچھے ہٹنا مگر میں تیرے لیے پیچھے ہٹنا ہی بہتر دیکھتا ہوں —

وعن عبد الله بن مسعود قال اتى علينا زمان لسنا نقضي ولسنا هنالك
وان الله قد قدر من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض له قضاء بعد اليوم
فليقض فيه بما في كتاب الله عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب الله فليقض
بما قضى به رسول الله صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس في كتاب الله ولم يقض
به رسول الله صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون ولا يقل
اني اخاف واني ارى فان الحلال بين والحرام بين وبين ذلك امور مشتبهة
فدع ما يريبك الى ما لا يريبك وكان ابن عباس اذا سئل عن الامر
فكان في القرآن اخبر به وان لم يكن في القرآن وكان عن رسول الله
صلعم اخبر به فان لم يكن فعن ابي بكر وعمر فان لم يكن قال فيه برأيه وعنه
الا تخافون ان تعذبوا او يخسف بكم ان تقولوا قال رسول الله صلعم وقال فلان

ترجمہ اور عبد اللہ ابن مسعود سے منقول ہے کہ اونہوں نے کہا کہ ہملوگون پر ایسا زمانہ آیا کہ ہم فیصلہ نہین
کرتے اور نہ ہم اسکے لائق ہین اور بیشک اللہ تعالی نے ایسی مقدر کر دیا کہ اس حالت پر ہم پہونچے
کہ جسکو تم دیکھتے ہو پس اسکے بعد جسکو منصب قضا عارض ہو تو اوسکو چاہیے کہ کتاب اللہ سے فیصلہ
کرے اور اگر اوسکے پاس کوئی ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہو تو قضایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بھی کسی ایسے امر مین فیصلہ نہین کیا تو اوسکو چاہیے کہ مطابق اوسکے فیصلہ کرے کہ نیک لوگون نے
جس سے فیصلہ کیا ہو اور یہ نہ کہے کہ مین ایسا خیال کرتا ہون اور مین ایسا تجویز کرتا ہون کیونکہ حلال
ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور اسکے درمیان مین بہت سے امور مشتبہ ہین پس چھوڑ دے جسمین شک ہو
اور اختیار کرے اسکو جسمین شک نہو اور ابن عباس جب کسی امر سے پوچھے جاتے اور وہ امر قرآن مین ہوتا
تو مطابق اوسکے خبر دیتے اور اگر قرآن مین نہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو مطابق
اوسکے خبر کر دیتے اور اگر آنحضرت سے بھی منقول نہوتا تو ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے اور اگر
یہ بھی نہوتا تو اپنی رائے سے کہتے اور اونھین سے منقول ہے کہ تم لوگ خوف نہین کرتے کہ عذاب کیے جاؤ
یا دھنسائے جاؤ اس بات سے کہ کہو تم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا
فلان نے ۔

وعن قتادة قال حدث ابن سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال رجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سيرين احدثك عن النبي صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز انه لا رأي لاحد في كتاب الله وانما رأي الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأي لاحد في سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن الاعمش قال كان ابراهيم يقول يقوم عن يساره فحدثته عن سميع الزيات عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اقامه عن يمينه فاخذ به وعن الشعبي جاءه رجل يسأله عن شيء فقال كان ابن مسعود يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برأيك فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن ابن مسعود ويسألني عن رأيي وديني آثر عندي من ذلك والله لأن اتغنى بتغنية احب الي من ان اخبرك برأيي اخرج هذه الآثار كلها الدارمي

ترجمہ اور قتادہ سے منقول ہے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی تو اوسنے کہا کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے تب ابن سیرین نے کہا کہ میں تجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے اور اوزاعی سے منقول ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے کسیکو لکھ بھیجا کہ اللہ تعالی کی کتاب میں کسیکی رای کو دخل نہیں اور اماموں کی رای کا اوسی پر اختیار ہے کہ جسمیں کتاب الہی نازل نہیں ہوئی اور اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں گذری اور اوس طریقے میں کہ رسول نے اوسکو مقرر کیا ہے کسیکی رای کا اوسمیں اعتبار نہیں ہے اور اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم امام کی بائیں جانب سے کھڑے ہونیکو کہتے تھے پس حدیث روایت کی میں نے اونکو سمیع زیات سے کہ وہ روایت کرتے تھے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو داہنی جانب کھڑا کیا پس ابراہیم نے اوسکو قبول کیا اور شعبی سے منقول ہے کہ اونکے پاس ایک شخص آیا اور اونسے کچھ سوال کیا تو اونہوں نے کہا کہ ابن مسعود اوسمیں ایسا ایسا کہتے تھے تب اوسنے کہا کہ تم اپنی غور سے اور رای سے مجھے خبر دو تب اونہوں نے کہا کہ تم لوگ اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ میں اسکو ابن مسعود سے خبر دیتا ہوں اور یہ میری رای سے پوچھتا ہے اور دین میرا میرے نزدیک بہت ہی اختیار کرنے کے لائق ہے اس سے قسم ہے خدا کی کہ بالکل ہی بے پرواہ ہونا میرے نزدیک محبوب ہے اس سے کہ خبر دوں میں تجھکو اپنی رای سے نکالا ان سب آثار کو دارمی نے

واخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال الرجل ممن ینظر فی الرای اشعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول ابو حنیفۃ ھو مثلۃ قال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم النخعی انہ قال الاشعار مثلۃ قال رایت وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول لک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول قال ابراھیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک وعن عبد اللہ بن عباس وعطاء ومجاھد ومالک بن انس کانوا یقولون ما من احد الا وماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبالجملۃ فلما مھد الفقہ علی ھذہ القواعد فلم یکن مسئلۃ من المسائل التی تکلم فیہا من قبلہم والتی وقعت فی زمانہم الا وجد فیہا حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحیحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجد اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء وقضاۃ الامصار وفقہاء البلدان او استنباطا من عموم او ایماء او اقتضاء فیسر اللہ لہم العمل بالسنۃ علی ھذا الوجہ

ترجمہ اور نکالا ترمذی نے ابی السائب سے کہا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے کہ ایک شخص نے اہل رای مین سے کہا کہ اشعار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ مثلہ ہی اور کہا اوس نے کہ بیشک مروی ہی ابراہیم نخعی سے کہ اونہون نے بہی اشعار کو مثلہ کہا ہی کہا راوی نے کہ دیکہا مین نے وکیع کو کہ یہ سنکر بہت ہی غضبناک ہوئے اور کہا کہ مین تجہکو کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تو کہتا ہی کہ ابراہیم نے کہا تو اسی لائق ہے کہ قید مین ڈالا جاوے اور جب تک اپنے اس قول سے باز نہ آوے قیدخانہ سے نہ نکالا جاوے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطا اور مجاہد اور مالک ابن انس رضی اللہ عنہم کہتے تھے ایسا کوئی نہین ہے کہ جسکا قول اوس سے نکلے اور پہر اوسپر مردود نہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اونکا کوئی قول مردود نہین ہی الحاصل جب فقہ کو لوگون نے ان قواعد پر درست کیا تو کوئی مسئلہ جسمین انکے پہلے کے لوگون نے کلام کیا ہو یا انکے زمانہ مین واقع ہوا ہو ایسا نہ تہا جسمین اونہون نے کوئی حدیث متصل و مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا وہ کہ جو اعتبار کے لائق ہے یا کوئی اثر آثار شیخین یا تمامی خلیفون و ملکون کے قاضیون اور شہرون کے فقیہون کی اونہون نے نہ پائی ہو یا کوئی استنباط جو عموم نصوص سے ہوا ہو یا ایما یا اقتضا اونکو نہ ملا ہو پس اسطرح پر اللہ تعالے نے اونکے لیے سنت پر عمل کرنا آسان کر دیا

وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحق بن راهوية وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شيء كثير من الاحاديث والآثار حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل ثم انشأ الله تعالى قرنا آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة من الاحاديث التي لم يرووها او طرقها التي لم يخرج من جهتها الاوائل مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية

توجہ تھا اور ان لوگوں میں بڑے عظیم الشان اور روایت میں وسیع اور مراتب حدیث کے بڑے پہچاننے والے اور فقہ میں بڑے ہی باریک بین احمد بن محمد بن حنبل اور انکے بعد اسحق بن راہویہ تھے اور اس طرح پر فقہ کا ترتیب کرنا بہت سی احادیث و آثار کے جمع کرنے پر موقوف تھا یہاں تک کہ امام احمد سے پوچھے گئے کہ لاکھ حدیث آدمی کو فتوا دینے کے لیے کافی ہے تو اونہوں نے کہا کہ نہیں یہاں تک کہ کہا گیا پانچ لاکھ حدیثیں کافی ہیں تو کہا امید رکھتا ہوں میں کہ اوسکے لیے کافی ہو ایسا ہی ہے غایۃ المنتہی میں اور مراد اونکی اس سے فتوی دینا اسی اصل پر تھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے زمانہ کو پیدا کیا اور اوسکے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پہلوں نے حدیثوں کی جمع کرنے کی محنت سے ہمکو سبکدوش کر دیا اور فقہ کی تمہید اس اصل پر قائم کر گئے تو اونہوں نے دوسرے فنون میں مثل تمیز کرنے حدیث صحیح کے جو درمیان کبراء اہل حدیث کے مجمع علیہ تھے تفریغ شروع کی جیسے یزید بن ہارون اور یحیی بن سعید القطان اور احمد اور اسحق اور مثل انکے اور مثل جمع کرنے اون احادیث فقہ کے جن پر ملکوں کے فقہا اور شہروں کے علماء اون نے اپنے مذاہب کی بنا ڈالی تھی اور جیسے ہر حدیث پر جسکی وہ مستحق ہو حکم لگانا مثل شاذہ و فاذہ کے ان حدیثوں جو سب اون لوگوں نے روایت نکیا تھا یا اونکے وہ طریقے جنکی تصریح اوائل نے نکی تھی وہ کہ جن میں اتصال یا علو سند یا [illegible] تھا یا ایک فقیہ نے دوسرے فقیہ سے یا ایک حافظ نے دوسرے حافظ سے روایت کیا ہو اور مثل اسکے اور مطالب علمیہ کی تفریغ کر دی گئی

وھؤلاء ھم البخاری ومسلم وابو داؤد وعبد بن حمید والدارمی وابن ماجہ وابو یعلی
والترمذی والنسائی والدارقطنی والحاکم والبیھقی والخطیب والدیلمی وابن عبد البر
وامثالھم وکان اوسعھم علما عندی وانفعھم تصنیفا واشھرھم ذکرا رجال
اربعة متقاربون فی العصر اولھم ابو عبد اللہ البخاری رحمہ اللہ تعالی وکان
غرضہ تجرید الاحادیث الصحاح المستفیضة المتصلة من غیرھا واستنباط
الفقہ والسیر والتفسیر منھا فصنف جامع الصحیح فوفی بما شرط وبلغنا ان
رجلا من الصالحین رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ وھو یقول
مالک اشتغلت بفقہ محمد بن ادریس وترکت کتابی قال یا رسول اللہ وما
کتابک قال الصحیح البخاری ولعمری انہ نال من الشھرة والقبول درجة لا یرام فوقھا

تحقیق اور یہہ لوگ بخاری اور مسلم اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور دیلمی اور ابن عبد البر
رحمہم اللہ تعالی اور مثل انکی ہین اور ان مین سے میرے نزدیک کشادہ ترین ازروی علم کے اور
نافع ترین ازروی تصنیف کے اور مشہور ترین ازروی ذکر کے چار شخص ہین جو باہم نزدیک
قریب قریب زمانہ مین تھے پہلے انکے ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ تعالی ہین
اونکی یہہ غرض تھی کہ صحیح مشہور متصل حدیثون کو اونکی غیر سے علیحدہ کر لیوین اور
فقہ و سیر و تفسیر کو اون سے استنباط کرین پس اسکے لئے اونہون نے جامع صحیح
تصنیف کی اور اپنی شرطون کو اوسمین پورا کیا ہمکو یہہ تحقیق خبر پہونچی ہے
کہ صلحاؤن مین سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ آپ اوس سے فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ محمد بن ادریس کے فقہ مین
لگا ہے اور میری کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپکی کون کتاب ہے تب آپ نے فرمایا کہ صحیح بخاری اور یہہ امر
شہرت اور قبولیت سے ایسے مرتبہ کو پہونچا ہے کہ [illegible]
ہو سکتا۔

اور دوسرے تیسرے مسلم النیسابوری توخی تجرید الصحاح المجمع علیها بین المحدثین المتصلة

المرفوعة مما یستنبط منه السنة واراد تقریبها الی الاذهان وتسهیل الاستنباط منها فرتب

ترتیبا جیدا وجمع طرق کل حدیث فی موضع واحد لیتضح اختلاف المتون وتشعب

الاسانید اصرح ما یکون وجمع بین المختلفات فلم یدع لمن له معرفة بلسان العرب عذرا

فی الاعراض عن السنة الی غیرها ومنهم ابو داؤد السجستانی وکان همته جمع الاحادیث

التی استدل بها الفقهاء ودارت فیهم وبنی علیها الاحکام علماء الامصار فصنف سننه

وجمع فیها الصحیح والحسن واللین والصالح للعمل قال ابو داؤد وما ذکرت فی کتابی

حدیثا اجمع الناس علی ترکه وما کان منها ضعیفا صرح بضعفه وما کان فیه

علة بینها بوجه یعرفه الخائض فی هذا الشان وترجم علی کل حدیث بما قد

استنبط منه عالم وذهب الیه ذاهب ولذلک صرح الغزالی وغیره بان کتابه کاف للمجتهد

ترجمہ اور دوسرے انکے مسلم نیساپوری ہیں انہوں نے یہ قصد کیا کہ صحیح متصل مرفوع حدیثیں جو

درمیان محدثین کے مجمع علیہ ہیں اور اونسے سنت مستنبط ہوتی ہے اکٹھا کردیا ہے اور انہوں نے یہ بھی ارادہ

کیا ایسے طور پر ہو کہ لوگوں کے ذہن سے قریب ہو اور استنباط کرنا اونسے سہل ہو جاوے پس انہوں نے

اسکو ایک اچھی ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کے سب طریقوں کو ایک جگہ جمع کردیا تاکہ متون کے اختلاف

واضح ہو جاویں اور اسانید کے افتراق وغیرہ جو کچھ ہیں سب کی تصریح ہو جاوے اور تمام مختلفات کو جمع کردیا

ان سب سے انہوں نے اون لوگوں کے لیے جو زبان عربی جانتے ہیں سنت سے اعراض کرنیکا کوئی عذر باقی نہ رکھا اور تیسرے

انکے ابو داؤد سجستانی ہیں اونکی ہمت اسپر مبذول تھی کہ اون حدیثوں کو جمع کریں جن سے فقہا نے استدلال کیے ہیں اور وہ

انکے درمیان دائر اور مشہور ہیں علماء امصار نے اونپر احکام کی بنیاد رکھی پس انہوں نے اسی غرض سے اپنی سنن تصنیف

کی اور صحیح اور حسن اور وہ لین حدیثیں جو عمل کے لائق ہیں اونکو اس میں جمع کیا اور خود ابو داؤد نے کہا ہے کہ میں نے

اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں ذکر کی ہے جسکے ترک پر لوگوں نے اجماع کیا ہو اور جو اون میں ضعیف ہو اسکے

ضعف کی تصریح کردی ہے اور جس حدیث میں کوئی علت ہو اسکو ایسی طرح سے بیان کردیا ہے جسکو اس فن میں غور کرنے والا

[illegible] سمجھ لے اور ہر حدیث پر ترجمہ باندھا ہے جس سے کسی عالم نے مسئلہ استنباط کیا ہو

اور [illegible] اسی واسطے غزالی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ کتاب مجتہد کے واسطے کافی ہے

ورابعهم ابو عیسى الترمذی وکانه استحسن طریقة الشیخین حیث بینا وما ابهما
وطریقة ابی داؤد حیث جمع کل ما ذهب الیه ذاهب فجمع کلتا الطریقتین وزاد علیها
بیان مذاهب الصحابة والتابعین وفقهاء الامصار فجمع کتابا جامعا واختصر طرق
الحدیث اختصارا لطیفا فذکر واحدا واومأ الى ما عداه وبین امر کل حدیث من انه صحیح او حسن
او ضعیف او منکر وبین وجه الضعف لیکون الطالب على بصیرة من امره فیعرف ما یصلح للاعتبار
مما دونه وذکر انه مستفیض او غریب وذکر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى
من یحتاج الى التسمیة وکنى من یحتاج الى الکنیة فلم یدع خفاء لمن هو من رجال العلم
ولذلک یقال انه کاف للمجتهد مغن للمقلد وکان بازاء هؤلاء فی عهد مالک
وسفیان وبعدهم قوم لا یکرهون المسائل ولا یهابون الفتیا ویقولون على الفقه
بناء الدین فلا بد من اشاعته ویهابون الروایة حدیث النبی صلى الله علیه وسلم والرفع الیه

ترجمہ اور چوتھے انکے ابو عیسى ترمذی ہین اونہون نے طریقۂ شیخین کو اس حیثیت سے کہ اون دونون نے
بیان کیا اور مبہم نہ چھوڑا اور طریقۂ ابی داؤد کو اس حیثیت سے کہ انہون نے تمامی مذاہب کو جمع کیا تھا پسند کیا
اور اپنی کتاب مین ان دونون طریقون کو جمع کر دیا اور اسپر بیان مذاہب صحابہ اور تابعین اور فقہاء
امصار کو زیادہ کیا پس اونہون نے اپنی کتاب کو ایک جامع کتاب بنایا اور طرق حدیث کو اختصار
لطیف کے ساتھ مختصر کیا اور اوسکی ایک یا اس سے زیادہ طریقہ کو ذکر کیا اور ہر حدیث کے امر کو کہ
صحیح ہی یا حسن یا ضعیف یا منکر ان سب امرونکو بھی بیان کیا اور وجہ ضعف کو بھی بیان کیا تاکہ اوسکے
طالب کو اس سے بھی بصیرت ہو جاوے اور اون کتابون مین جو اعتبار کے لائق ہی اوسکو اون مین جو اعتبار کے لائق
نہین ہی پہچان کر تمیز کر لے اور یہہ بھی ذکر کیا کہ یہہ حدیث مشہور ہی یا غریب اور صحابہ اور ملکون کے فقہاء کے
مذاہب کو بھی ذکر کیا اور جسکی نام لینے کی حاجت تھی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت بیان کرنیکی ضرورت
تھی اوسکی کنیت ذکر کی پس علماء کے لئے کوئی پوشیدگی نہ چھوڑی اسیواسطے کہا گیا ہی کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی
اور مقلد کیواسطے مغنی ہی اور مقابلہ انکے مالک اور سفیان کے زمانہ مین اور انکے بعد بھی ایک ایسی قوم کے لوگ تھے کہ جو
مسائل کو مکروہ نہ جانتی اور فتوے دینے مین کچھ خوف نکرتی اور کہتے تھے کہ فقہ پر دین کی بنا ہی پس اوسکا شائع کرنا
ضرور ہے اور پیغمبر کی حدیثونکو روایت کرنی اور اوسکو آنحضرت تک پہنچانے مین وہ خوف کرتی تھی

حتى قال الشعبي على من دون النبي صلى الله عليه وسلم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الينا وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحوه وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقران فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد فياتونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول ويقول اخرج هذه الاثار الدارمي فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والاثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك

یہانتک کہ شعبی نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگونتک سلسلہ روایت پہونچانا میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ آنحضرت تک پہونچایا جاوے کیونکہ اگر اسمین کچھ زیادتی و کمی ہوگی تو انہین لوگون پر ہوگی جو آنحضرت کے بعد ہین اور کہا ابراہیم نے کہا عبد اللہ نے اور کہا علقمہ نے کہنا میرے نزدیک پسندیدہ تر اس سے ہے کہ کہا رسول اللہ نے کہا جاوے اور ابن مسعود جب رسول اللہ صلعم سے کوئی روایت کرتے تھے تو مارے ہیبت کے اونکا چہرہ متغیر ہوجاتا اور وہ کہتے ایسا اور مانند اسکے اور ایسا اور مثل اسکے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور عمر نے جب انصار کے ایک جماعت کو کوفہ کی طرف بھیجا تو اونسے یہ کہدیا کہ تم لوگ کوفہ جاتے ہو وہان تم ایک ایسی قوم کے پاس آوگے جو خوش الحانی سے وہ قرآن پڑھتے ہونگے اور تمہارے پاس آکر کہینگے کہ محمد کے صحابی آئے تمہارے پاس آوینگے اور تم سے آنحضرت کی حدیثین پوچھینگے تو تم اون سے آنحضرت کی بہت ہی کم حدیثین روایت کیجیو اور کہا ابن عون نے کہ شعبی کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ اوسکے جواب سے اپنے کو بچا لیتے اور ابراہیم کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ کہتے کہ فلانے یون کہتے ہین اور فلانے یون کہتے ہین یہ کل آثار دارمی نے روایت کئے پس واقع ہوئی تدوین حدیث اور فقہ اور اون مسائل کی جنکی انکو حاجت تھی دوسری صورت ایک اور طرح پر ہے اور یہ ایسے ہوا کہ چونکہ اونکے پاس وہ حدیثین اور آثار نہ تھے جس سے استنباط فقہ ان اصول کے موافق جنکو اہل حدیث نے اختیار کیا تھا قادر ہوتے اور شہرون کے علما کے قول

وكانوا اعتقدوا فى ائمتهم انهم فى الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم وكل ميسر لما خلق له كما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شيء الى شيء ما يقدرون به على تخريج جواب لمسائل على اقوال اصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم فرحون فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا فى الترجيح فيتأمل فى كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل عن شيء او احتاج الى شيء راى فيما يحفظ من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجره على هذه الصورة او اشارة ضمنية لكلام فاستنبط منها

ترجمہ اور اپنے اماموں کو وہ تحقیق کے بہت ہی بڑے درجہ مین پہونچا ہوا اعتقاد کرتے تھے اور اونکا دل اپنے اصحاب کی جانب بہت ہی مائل تھا اور ہر شخص جسکے لیے وہ مخلوق ہوا ہے وہی اوسکے لیے آسان بھی جانا کرتا ہے جیسا کہ علقمہ نے کہا کہ کیا کوئی عبد اللہ سے بھی بڑھکر ثابت تر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم سالم سے زیادہ فقہ جانتے ہین اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو بیشک مین کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقہ جانتے ہین اور اُن لوگونکو ملکہ فطانۃ اور حدس اور ایک شے سے ایک شے کیطرف سرعت انتقال ذہن وغیرہ وہ سب امور اونکو حاصل تھے جنسے وہ لوگ ہر مسئلون کے جواب مین اپنے اصحاب کے اقوال کے موافق تخریج پر قادر ہوجاتے تھے اور ہر شخص جسکے لیے مخلوق ہوا ہے وہ اوسکے لیے آسان کردیا جاتا ہے اور ہر جماعت کے لوگ جو کچھ اونکے پاس ہے اوسمین خوش ہین اس سبب سے اونلوگون نے فقہ کو تخریج کی قاعدون پر درست کیا اور یہ اسطور پر ہوا کہ اونمین سے ہر شخص اوسکی کتاب کو حفظ کرتا تھا جو اونکی اصحاب کی زبان اور اوس قوم کے اقوال کا خوب جاننے والا اور ترجیح مین بڑا ہی صحیح النظر تھا پس شامل کرتا تھا ہر مسئلہ مین وجہ حکم کو اور جب جب کسی شے سے سوال کیا جاتا یا کسی شے کا محتاج ہوتا تو جو اوسنے اپنے اصحاب کی تصریحات سے حفظ کیا تھا اوسمین نظر کرتا پس اگر اوسکا جواب اوسمین پاتا تو اوسکو بہتر جانتا اور نہین تو اونکے عموم کلام مین نظر کرتا اور اوسکو اوسی صورت پر جاری کرتا اور اگر اوسمین کسی کلام کے لیے ضمنی اشارہ پاتا تو اوس سے اپنا جواب استنباط کر لیتا

بما لديهم فرحون قرآن ۱۲ منہ
ہر شخص کو اوسکی باتین پسند ہین ۱۲ منہ

وربما كان لبعض كلامه ايماء واقتضاء يفهم المقصود وربما كان للمسألة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم المصرح بها بالتخريج او بالسبر والحذف فاداروا حكمه على غير المصرح به وربما كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس الاقتراني والشرطي انتجا جواب المسئلة وربما كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب فلان كذا او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون في المذهب

ترجمہ اور کبھی بعض کلام کے لیے اگر ایما اور اقتضا ہوتا تو اوسی سے اپنا مقصود لوجہ لیتا اور کبھی اوس مسئلہ کی جسکی تصریح اونکو منظور ہوتی نظیر ہوتی تو اوسکو اوسپر حمل کر دیتا اور کبھی نظر کرتے وہ لوگ علت اوس حکم مین جسکی تصریح اونکو منظور ہوتی تخریج یا سبر یا حذف کے ساتھ پس جب دیکھتے وہ لوگ اوسکو تو حکم کرتے اوسکو اوپر غیر مصرح بہ کے اور کبھی اونکو ایسے دو کلام ملتے کہ اگر وہ دونون بہیئت قیاس اقترانی اور شرطی کی جمع کیے جاتے تو اون دونون کا نتیجہ وہی جواب مسئلہ کا ہو جاتا اور کبھی اونکے کلام مین وہ امر ہوتا کہ مثال اور قسمت سے تو وہ معلوم ہو جاتا مگر حد جامع مانع سے غیر مفہوم رہتا تو اوسکے سمجھنے کے لیے وہ اہل لسان کی طرف رجوع لاتے اور اوسکی تحصیل ذاتیات اور ترتیب جامع مانع اور ضبط مبہمات اور تمیز مشکلات مین تکلف کرتے اور کبھی اونکا کلام دو وجہ کو محتمل ہوتا تو وہ لوگ ان دونون محتملون مین سے ایک کی ترجیح مین نظر کرتے اور کبھی مسائل کی تقریب دلائل خفیہ ہوتین تو اونکو وہ لوگ بیان کرتے اور کبھی بعض مخرجین اپنے ائمہ کے فعل سکوت وغیرہ سے بھی استدلال کرتے اور یہی تخریج ہے اور اسکو القول المخرج لفلان کذا اور علی مذہب فلان کذا یا علی اصل فلان یا علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا بھی کہتے ہین اور یہ لوگ مجتہد فی المذہب کہے جاتے ہین—

وعنى بهذا الاجتهاد. فعلى هذا الاخيرون قال من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى وان لم يكن له علم بالرواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج فى كل مذهب وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم فى الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر فى اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين واعلم ان التخريج على كلام الفقهاء وتتبع لفظ الحديث لكل منهما اصل اصيل فى الدين ولم يزل المحققون من العلماء فى كل عصر ياخذون بهما فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك ومنهم من يكثر من ذا ويقل من ذلك فلا ينبغى ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة الفريقين وانما الحق البحت ان يطابق احدهما بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك قول الحسن البصرى سنتكم والله الذى لا اله الا هو بينهما بين الغالى والجافى

ترجمہ اور یہی اجتہاد اس جگہ پر مراد لیا ہے اور اس شخص نے جسنے یہ کہا ہے کہ جو مبسوط کو حفظ کر لے وہ مجتہد ہو جاتا ہے یعنی اگرچہ اوسکو علم روایت کا کچھہ اور ایک حدیث کا بھی علم نہو۔ پس کثرت سے واقع ہوئی تخریج ہر مذہب میں پس جس مذہب کے لوگ مشہور اور قاضی و مفتی ہوئے اور انکی تصانیف لوگوں میں مشہور ہوئیں اور لوگوں سے ظاہر ظاہر اونکی درس و تدریس جاری رہی وہ مذہب تمام زمین میں پھیل گیا اور برابر بڑھتا ہی گیا اور جس مذہب کے لوگ غیر معروف تھے اور وہ قاضی و مفتی بھی نہوئے اور لوگوں نے اونمیں رغبت بھی نکی وہ چند ہی روز کے بعد مٹ گیا۔ اور جان تو فقہا کے کلام پر تخریج کرنا اور حدیث کے ہر ہر لفظ کی تتبع کرنی دین میں اصل اصیل ہے اور برابر ہر زمانہ میں علما محققین ان دونوں کے ساتھہ اخذ کرتے رہے پس بعض نے اس سے کم کیا اور اوس سے زیادہ اور بعض نے اس سے زیادہ کیا اور اوس سے کم پس مناسب نہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی امر بالکل ہی چھوڑ دیا جاے جیسا کہ عامہ فریقین کرتے ہیں اور حق محض یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مطابق کیا جاے اور ایک کا جبر نقصان دوسرے سے کیا جاے اور اسی معنی میں حسن بصری رح کا یہ قول ہے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ لوگوں کا طریقہ ان دونوں یعنے غالی اور جافی کے درمیان ہے

فمن كان من اهل الحديث ينبغي ان يعرض ما اختاره وذهب اليه على رأي المجتهدين من التابعين ومن تابعهم ومن كان من اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن ان يقول برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في القواعد التي احكمها اصحابه وليست مما نص عليه الشارع فيرد به حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى شائبة الارسال والانقطاع كما فعله ابن حزم رد حديث تحريم المعازف لشائبة الانقطاع في البخاري على انه في نفسه متصل صحيح فان مثله انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم فلان احفظ لحديث فلان من غيره فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك وان كان في الآخر الف وجه من الرجحان وكان اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى برؤس المعاني دون الاعتبارات التي يعرفها المتعمقون من اهل العربية فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم كلمة وتاخيرها ونحوها من التعمق

ترجمہ یہ ہے جو شخص اہل حدیث سے ہے اوسکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب مختار کو مجتہدین تابعین و تبع تابعین وغیرہ کی راے پر پیش کرے اور جو اہل تخریج سے ہو اوسکو مناسب ہے کہ آثار و سنن کو تحصیل کرے تاکہ اوسکے صریح مخالفت سے بچے اور جسمین حدیث و اثر وارد ہین حتی المقدور اوسمین راے زنی کرنے سے بھی بچا رہے اور محدث کو یہ مناسب نہین ہے کہ اون قواعد مین جنکو اوسکے اصحاب نے محکم کیا ہو اور اوسمین شارع کی جانب سے کوئی نص نہین ہے تعمق کرکے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو رد کر دیا کرے مثلاً جس حدیث مین ادنی شائبہ ارسال اور انقطاع کا پایا جاوے اوسکو رد کرے جیسے ابن حزم نے حدیث تحریم معازف کو بباعث ادنی شائبہ انقطاع کے جو بخاری مین ہے رد کر دیا باوجودیکہ وہ حدیث فی نفسہ متصل صحیح ہے کیونکہ سواے اسکے نہین کہ پھیری جاتی ہے حدیث طرف اوسکے بوقت تعارض کے اور جیسے اون لوگون کا یہ کہنا کہ فلانا فلانے کی حدیث کا بڑا حافظ ہے پس اس سبب سے اوسکی حدیث کا دوسرے کی حدیث پر وہ لوگ ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزارون وجہ رجحان کی پائی جاتی ہین اور جمہور راویون کا اہتمام روایت بالمعنی مین اصل معانی کے ساتھ ہوا کرتا تھا نہ اون اعتبارات کے ساتھ جنکو متعمقین اہل عربیت اعتبار کرتے ہین پس اون لوگون کا مثل فا اور واو اور تقدیم و تاخیر کلمہ وغیرہ سے استدلال کرنا یہ تعمق و تکلف ہے

اہل حدیث کو مناسب ہے

اہل تخریج کو مناسب ہے

محدث کو مناسب نہین

وكثيرا ما يعبر الراوی للآخر عن تلك القصة فيأتی مكان ذلك الحرف بحرف آخر
الحق ان كل ما يأتی به الراوی فظاهرة انه كلام النبی صلی الله عليه وسلم فان
ظهر له حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه ولا ينبغی للمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف والعلماء باللغة ويكون بناء علی تخريج
مناط او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه اهل الوجوه تتعارض الآراء ولو
ان اصحابه سئلوا عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير علی النظير لمانع
وربما ذكروا علة غير ما خرجه هو وانما جاز التخريج لانه فی الحقيقة من تقليد
المجتهد ولا يتم الا فيما يفهم من كلامه ولا ينبغی ان يرد حديثا او اثرا تطابق
عليه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه كرد حديث المصراة وكاسقاط
سهم ذوی القربی فان رعاية الحديث اوجب من رعاية تلك القاعدة المخرجة

ترجمہ اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ راوی دوسرے کے لیے اس قصہ سے تعبیر کرتا ہے۔ اس
حرف کی جگہہ دوسرے حرف کو لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ راوی لاتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ کلام
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پھر اوسکے لیے اگر کوئی دوسری حدیث یا کوئی دوسری
دلیل ظاہر ہو تو البتہ اودہر رجوع لاتا ہے اور مخرج کو یہ نہین لائق ہے کہ ایسے قول کو
تخریج کرے جو اوسکے اصحاب کے نفس کلام کو نہ مفید ہو اور نہ ایسے کہ اہل عرف اور
علماء باللغۃ اوسکو نہ سمجہین اور نہ ایسے کہ اوسکی بنا تخریج اور مناط یا حمل نظیر مسئلہ ایسے
وجوہ مختلفہ اور آراء متعارضہ پر ہو کہ اگر اصحاب اونکے ان مسئلون سے پوچہے جاتے
تو اکثر اوقات کسی مانع کے سبب سے نظیر کو نظیر پر نہ حمل کرتے اور کبہی اونکے اس تخریج کے
سوا دوسری ہی علت ذکر کرتے اور تخریج اسلیے جایز ہے کہ درحقیقت وہ تقلید مجتہد ہے اور یہ بات پوری
نہین ہو سکتی مگر اوسمین جسمین اونکا کلام سمجہا جاسے۔ اور یہ مناسب نہین کہ کسی حدیث
یا ایسے اثر کو جسپر تمامی قوم متفق ہوا اپنے یا کسی اپنے اصحاب کے نکالے ہوئے قاعدہ
کے لیے رد کر دیوے جیسے حدیث مصراۃ کا رد کرنا یا ذوی القربیٰ کے حصہ کا ساقط کر دینا
کیونکہ حدیث کی رعایت کرنا واجب تر ہے اپنے اس نکالے ہوئے قاعدے کی رعایت سے

والی هذا المعنی اشار الشافعی رحمه الله علیه حیث قال ما قلت من قول واصلت
من اصل فبلغ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قاله
صلی الله علیه وسلم ومن شواهد ما نحن فیه ما صدر به الامام ابو سلیمان الخطابی کتابه
معالم السنن حیث قال رأیت اهل العلم فی زماننا قد حصلوا حزبین وانقسموا
الی فرقتین اصحاب حدیث واثر واهل فقه ونظر وکل واحدة منهما لا تتمیز عن
اختها فی الحاجة ولا تستغنی عنها فی درک ما تنحوه من البغیة والارادة لان الحدیث
بمنزلة الاساس الذی هو الاصل والفقه بمنزلة البناء الذی هو له کالفرع وکل بناء
لم یوضع علی قاعدة اساس فهو منهدم وکل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر وخراب ووجدت
هذین الفریقین علی ما بینهم من التدانی فی المحلین والتقارب فی المنزلین وعموم الحاجة من
بعضهم الی بعض وشمول الفاقة اللازمة لکل منهم الی صاحبه اخوانا
متهاجرین وعلی سبیل الحق بلزوم التناصر والتعاون غیر متظاهرین

ترجمہ اور اسی معانی کی طرف امام شافعی رح نے اشارہ کیا ہے جہان یہ کہا ہے کہ مین جب
مین کبھی کوئی قول کہون یا کوئی اصل بیان کرون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
خلاف میرے قول کے پہونچے تو وہی قول معتبر ہے جسکو رسول نے فرمایا ہے - اور
جسکے ہم درپے ہین اُسکے شواہد سے وہ ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب
معالم السنن کو شروع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ مین نے اپنے زمانہ کے لوگون کو دیکھا کہ وہ دو قسم
پر ہوگئے ایک فرقہ اہل حدیث و اثر اور دوسرا اہل فقہ و نظر اور ان دونون مین سے
اپنے حاجات و مقاصد و ارادات و مطالب مین کوئی دوسرے سے ممیز نہین ہے تاکیونکہ حدیث
بمنزلہ اساس و اصل کے ہے اور فقہ بمنزلہ اوس بنا کے ہے جو اوسی اصل پر بنائی گئی
ہے اور جو بنا کہ اپنے قاعدہ اساس بنیاد پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہے اور جو بنیاد
کہ بنا و عمارت سے خالی ہے وہ اوجاڑ و خراب ہے اور ان دونون فرقون
مین باوجودیکہ اسقدر قربت و لگاؤ ہے کہ گویا دونون باخود با ہمسائی ہین مگر تو
بھی ان دونون کو ایک دوسرے سے پھرا ہوا اور عداوت و دشمنی کرنے ہوئے دیکھا

فاما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر فان الاكثرين منهم انما كدهم الروايات وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون المعاني ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من سقيمه ولا يعرفون جيده من رديه ولا يعبؤن بما بلغهم منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم التي ينتحلونها ووافق آرائهم التي يعتقدونها وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم وتعاورته الالسن فيما بينهم من غير ثبت فيه او يقين علم به فكان ذلك ضلة من الرأي وغبنا فيه

ترجمہ پس یہ طبقہ اہل حدیث واثر کا انکی اکثر کوشش و ہمت روایات وطرق کے جمع کرنے اور نادر غریب اور شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہے جنمین اکثر موضوع یا مقلوب ہین نہ تو یہ لوگ متون کی رعایت کرتے ہین اور نہ معانی سمجھتے ہین اور نہ اسکے سر کو استنباط کرتے ہین اور نہ اوسکے چھپے ہوئے بھیدون اور فقہ کے نکالنے کی فکر کرتے ہین اور کبھی فقہاؤن پر عیب لگاتے اور اونپر طعن کرتے ہین اور یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ لوگ سنن کے خلاف کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر وہ لوگ علم دیے گئے اوس سے یہ قاصر ہین اور اونکو برا کہکر یہ خود گنہگار ہوتے ہین اور دوسرا طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس اکثر اوسکی حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم اور اوسکے صحیح کو سقیم سے اور جید کو ردی سے پہچان کر تمیز نہین کرسکتے اور جو انکو اونکے مذہب کے مطابق پہونچا ہے یا اسکے مطابق جسکو اونھون نے اختیار کیا ہے یا جن آرا کے وہ معتقد ہین اوس سے اپنے خصم پر حجت قائم کرنے مین کچھ پروا نہین کرتے اور جب اون لوگون مین کوئی خبر ضعیف یا حدیث منقطع مشہور ہو جاتی ہے تو اوسکے قبول کرنیکے لیے بہت مقامات پیدا کرکے آپس مین اون لوگون نے اصطلاح مقرر کرلی ہے اور بدون ثبوت اور اوسکے علم یقینی کے اوسکو منہا منہ مشہور کردیتے ہین یہ بمنزلہ رائے زنی اور غبا فیہ کے ہے۔

وهؤلاء وفقنا الله وإياهم لو حكي لهم عن واحد من رؤساء مذاهبهم وزعمائهم قول لم يأتهم أحد من قبل نصرهم له فيه أنكروه واشتد إلزامهم تجد أصحاب مالك لا يعتمدون في مذهبه الا ما كان من رواية ابن القاسم والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه فاذا جاءت رواية عبد الله بن عبد الحكم واضرابه لم يكن عندهم طائلا وترى اصحاب ابي حنيفة لا يقبلون من الرواية عنه الا ما حكاه ابو يوسف ومحمد بن الحسن والعلية من اصحابه والاجلة من تلامذته فان جاءهم عن الحسن ابن زياد اللؤلؤي وذويه رواية قول بخلافه لم يقبلوه ولم يعتمدوه وكذلك تجد اصحاب الشافعي انما يعولون في مذهبه على رواية المزني والربيع بن سليمان المرادي فاذا جاءت رواية حرملة والجيزي وامثالهما لم يلتفتوا اليها ولم يعتدوا بها في اقاويله وعلى هذا عادة كل فرقة من العلماء في احكام مذاهب ائمتهم واستاذيهم

ترجمہ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ انکو اور ہمکو توفیق دے اگر انکے لیے انکے رؤسائے مذہب و متقدمین کے جانب سے کوئی اونکا قول جو اونھون نے خود اپنے اجتہاد سے نکالا ہو حکایت کیا جاوے تو اوسکے لیے یہ لوگ ثقہ کو طلب کرتے اور اوسکے اعتماد و ثبوت کی جانچ کرتے ہین چنانچہ ہم اصحاب مالک کو پاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب مین اعتماد نہین کرتے مگر اونھین روایتون کو جو ابن القاسم اور اشہب وغیرہ اونکے عقلاء اصحاب سے منقول ہو اسلیے جب کوئی روایت عبد اللہ بن الحکم وغیرہ سے آتی ہے تو وہ اونکے نزدیک معتمد نہین ٹھہرتے اور اصحاب ابی حنیفہ کو تم دیکھتے ہو کہ اونسے کسی روایت کو قبول نہین کرتے مگر اوسیکو جسکو ابو یوسف و محمد بن الحسن وعلیہ وغیرہ اونکے اصحاب اور بزرگ شاگردون نے روایت کیا ہو اور اگر انکے پاس کوئی روایت حسن بن زیاد لولوی اور ایسے کم رتبہ کے راویونکا کوئی قول بخلاف اسکے منقول ہوتا ہے تو اوسکو یہ لوگ نہ قبول کرتے ہین اور نہ معتمد جانتے ہین اور اسیطرح ہم اصحاب شافعی کو دیکھتے ہین کہ اپنے مذہب مین مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت کی حریص ہین اسلیے جب اونکے پاس حرملہ اور بخبری اور انکی مثل لوگونکی روایت آتی ہے تو اوسکیطرف کچھ التفات نہین کرتے اور اسکے ساتھ اونکی قولون کو بھی معتبر نہین سمجھتے اور اسیطور پر عادت ہر فرقہ کے علما کی اونکے ائمہ اور اوستادون کے احکام مذاہب مین جاری ہے۔

فاذا كان هذا دابهم وكانوا لا يقنعون فى امر هذه الفروع وروايتها عن هؤلاء الشيوخ الا بالوثقة والثبت فكيف يجوز لهم ان يتساهلوا فى الامر الاهم والخطب الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب حكمه اللازمة طاعته الذى يجب علينا التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث لا نجد فى انفسنا حرجا مما قضاه ولا فى صدورنا غلا من شىء ابرمه وامضاه ارأيتم اذا كان للرجل ان يتساهل فى امر نفسه ويسامح غرمائه فى حقه فياخذ منهم الزيف ويغضى لهم من العيب هل يجوز له ان يفعل ذلك فى حق غيره اذا كان نائبا عنه كولى الضعيف ووصى اليتيم ووكيل الغائب هل يكون له ذلك منه اذا فعله الاخيانة للعهد واخفاء للذمة فهذا هو ذلك اما عيان حس واما عيار مثل ولكن اقواما عساهم استوعروا طريق الحق واستطالوا المدة فى درك الحظ احبوا عجالة النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على نتف وحروف منتزعة من معانى اصول الفقه

ترجمہ پس جبکہ اونکا یہ حال ہے کہ ان فروع مین ایسے ایسے شیوخ کی روایت کا بلا اعتبار اعتماد و تثبیت کی نہین کرتے تو امر اہم و معاملہ ہاے عظیمہ مین تساہل کرنے کو کیونکر جائز رکھینگے اور روایت و نقل کو امام الائمہ و رسول رب العزۃ کے کیونکر حوالہ کرینگے جنکا حکم لازم اور اونکے حکم و طاعت کی تسلیم اور اونکی امر کی فرمانبرداری اسطور پر ہم پر واجب ہے کہ جو اونہون نے فیصلہ کردیا اوس کا ہم اپنے دلونمین کچھ تنگی اور جو امر اونہون نے مستحکم و جاری کردیا اوس سے اپنے سینونمین کچھ میل نہ پادین تبلاؤ تو بھلا کوئی شخص اگر اپنے بارہ مین تساہل اور اپنے قرضدارون کے حق مین تسامح کرکے اونسے کھوٹا روپیہ لیکر اونکا معاملہ چکادے تو کیا جب یہ کسی غیر کا نائب مثلا کسی ضعیف کا ولی اور یتیم کا وصی اور غائب کا وکیل ہو تو اوس غیر کے حق مین بھی اوسے یہ کرنا جائز ہوگا ہرگز نہین بلکہ اسوقت اسکا یہ کرنا بجز اپنے عہدہ مین خیانت کرنے اور ذمہ کے چھپانے کے اور کچھ نہوگا بس اسیطرح سے یہ بھی ہے یا اعیان ہے یا اغیان مثل لیکن بہت سی قومون نے طریق حق کو دشوار سمجھا اور درک حظ کی مدت کو بہت طول جانا اور اپنے حصول مراد مین جلدی کو دوست رکھا پس طریق علم کو مختصر کرڈالا اور چند بال اوکھیڑ لینے اور معانی اصول فقہ سے چند حروف نکال لینے پر اقتصار کیا ۔

وضعوها عقلا وجعلوها شعارا لا نتشرهم فى الرسم برسم العلم واتخذوها جنة عند لقاء خصومهم ونصبوها ولئة للخوض والجدال يتناظرون بها و يتلاطمون عليها وعند التصادر عنها قد حكم للغالب بالحذق والتبريز فهو الفقيه المذكور فى عصره والرئيس المعظم فى بلده ومصره هذا وقد دس لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذى فى ايديكم علم قصير وبضاعة مزجاة لا تفى بمبلغ الحاجة والكفاية فاستعينوا عليه بالكلام وصلوه بمقطعات منه واستظهروا باصول المتكلمين يتسع لكم مذهب الخوض ومجال النظر فصدق عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه الا فريقا من المؤمنين فيا للرجال والعقول اين يذهب بهم وانى يخدعهم الشيطان عن حظهم وموضع رشدهم والله المستعان انتهى كلام الخطابى رحمه الله

ترجمہ اور اونکا نام عقل رکھا اور اپنا شعار برسم دانشان علم کے ٹھہرا دنکے پیر لوگ شعار اور علامت مقرر کیا اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں اوسکو ڈھال بنایا اور خوض و جدال کی آڑ اوسکو مقرر کیا اوسی سے وہ باخود با مناظرہ کرتے تھے اسی پر ایک دوسرے کو طمانچہ مارتے اور اسکے صادر ہونے کے وقت جو اسمین غالب ہوتا اوسکو ماہر اور عزیز الوجود خیال کرتے اور وہی اونکے زمانہ میں فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک میں بڑا رئیس ہوا کرتا وہ اسی حال میں تھے کہ چپکے سے شیطان نے انمین اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی اور اوسنے ایک بڑا داو کھیلا پس اونسے یہ کہا کہ یہ علم جو تمہارے پاس ہے ایسا چھوٹا اور یہ پونجی ایسی کھوٹی ہے کہ حاجت روائی کے لیے کامل و کافی نہیں ہے تب علم کلام سے اونھوں نے مدد چاہی اور اوسکے ٹکڑوں سے پیوند لگایا اور اصول متکلمین سے پناہ ہی چاہنے لگے تا کہ لوگوں کے لیے خوض کی راہ اور مجال نظر کی کشادہ ہو جائیں پس اس طرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر ٹھیک بیٹھا دیا اور بہت لوگوں نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی مگر مسلمانوں کا ایک فرقہ اس بلا سے بچ گیا آہ افسوس یہ لوگ اپنی عقل لیے ہوئے کہاں چلے جاتے ہیں اور شیطان انکو اونکے اپنے حصے و مقام ارشاد سے کہاں بھٹکائے پھرتا ہے اب تو اللہ ہی پر بھروسا اور سہارا ہے تمام ہوا کلام

حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبيان سبب الاختلاف بين
الاوائل والاواخر في الانتساب الى مذهب من المذاهب وعدمه وبيان
سبب الاختلاف بين العلماء في كونهم من اهل الاجتهاد المطلق او اهل
الاجتهاد في المذهب والفرق بين هاتين المنزلتين واعلم ان الناس كانوا
في المائة الاولى والثانية غير مجمعين على التقليد لمذهب احد بعينه قال ابو طالب
المكي في قوت القلوب ان الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس
والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحكاية له في كل شيء والتفقه
على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الاول والثاني انتهى اقول
كان الناس على درجتين العلماء والعامة وكان من خبر العامة انهم كانوا في
المسائل الاجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين او بين جمهور المجتهدين
لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل واحكام
الصلوة والزكوة ونحو ذلك من آبائهم او معلمي بلادهم فيمشون على ذلك

ص ٥٠ اى الصحابة والتابعين ١٢

ترجمہ حکایت حال اون لوگونکا جو چوتھی صدی کے پہلے تھے اور بیان سبب
اختلاف درمیان اوائل اور اواخر کے انتساب اور عدم انتساب میں کسی ایک
مذہب کے ان مذاہب میں سے اور بیان سبب اختلاف درمیان علماء کے ہونے او نکے
اہل اجتہاد مطلق اور اہل اجتہاد فی المذہب ہونے کے اور ان دونوں کے فرق
کے بیان میں جانتا چاہئے کہ پہلی اور دوسری صدی میں لوگ کسی ایک مذہب معین کے
تقلید پر مجتمع نہ تھے ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں کہا ہے کہ کتابیں اور مجموعات سب نو پیدا ہیں اور
لوگوں کے قول کے مطابق کہنا اور کسی ایک شخص معین کے مذہب کے موافق فتوا دینا اور اوسکے قول کو
ہر شے میں اخذ کرنا اور حکایت کرنا اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا پہلے اور دوسرے قرن کے لوگوں میں یہ
نہ تھا لیکن گذشتہ لوگ دو درجہ پر تھے ایک علماء اور ایک عامہ عوام کے تو یہ حالت تھی کہ وہ اون مسائل اجماعیہ میں جن میں
درمیان مسلمانوں کے یا درمیان جمہور مجتہدین کے اختلاف نہیں ہے بجز صاحب شرع کے کسی کی تقلید نہ کرتے تھے اور
صفت وضو و غسل اور احکام صلاۃ و زکوۃ وغیرہ کو اپنے باپ دادوں اور شہر کے معلموں سے سیکھ کر اونہیں کی چال پر

بل اذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها اى مفت وجدوا من غير تعيين مذهب قال ابن الهمام فى آخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا انتهى واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم من امعن فى تتبع الكتاب والسنة والآثار حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل ملكة ان يتصدى لفتيا الناس ويجيبهم فى الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه اكثر مما يتوقف فيه ويختص باسم المجتهد وهذا الاستعداد يحصل تارة باستفراغ الجهد فى جمع الروايات فانه ورد كثير من الاحكام فى الاحاديث وكثير منها فى آثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين مع ما لا ينفك منه العاقل العارف باللغة من معرفة مواقع الكلام وصاحب العلم بالآثار من معرفة طرق الجمع بين المختلفين وترتيب الدلائل ونحو ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه

ترجمہ اور جب اونکو کوئی واقعہ نادرہ پیش آتا تو جس مفتی کو پاتے بدون تعین مذہب کے اوسی سے فتوا پوچھ لیتے تھے ابن ہمام نے اپنی کتاب تحریر کے آخر مین لکھا ہے کہ وہ لوگ کبھی ایک سے اور کبھی اوسکے غیر سے استفتا کیا کرتے اور بدون التزام اور تعین کسی خاص مفتی کے فتوا پوچھا کرتے تھے اور لیکن علما اوس دو طرح پر تھے ایک وہ جنہون نے تتبع کتاب اور سنت اور آثار مین اسقدر غور کیا جس سے اونکو ساتھ قوت قریبہ کے فعل سے ایسا ملکہ ہو گیا جس سے وہ لوگون مین مفتی قائم ہونے کے لائق ہو گئے اور اکثر وقائع مین اونکو جواب دینے لگے اور جواب باصواب دینے مین وہ ایسے مشاق ہو گئے کہ اونکا جواب اونکے توقف سے زیادہ تھا اور وہی لوگ مجتہد کے نام سے مشہور و مختص ہو گئے اور یہ استعداد کبھی حاصل ہوتی بجمیع روایات کے جمع کرنے مین بہت کوشش کرنے سے کیونکہ بہت سے احکام احادیث اور آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین وارد ہین باوجودیکہ عاقل عارف باللغہ جسکو اسکی معرفت مواقع کلام سے حاصل ہے اور صاحب علم جو آثار کو معرفت طرق جمع بین المختلفین و ترتیب دلائل وغیرہ کے ساتھ مثل دونون امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ کے جانتا ہو اس سے غافل و جدا نہین ہے

وتارة باحكام طرق التخريج وضبط الاصول المروية في كل باب باب عن
مشائخ الفقه من الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من السنن والاثار
كحال الامامين القدوتين ابي يوسف ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له
من معرفة القرآن والسنة ما يتمكن به من معرفة رؤس الفقه وامهات مسائله
بادلتها التفصيلية وحصل له غالب الرأي ببعض المسائل الاخرى من ادلتها وتوقف
في بعضها واحتاج في ذلك الى مشاورة العلماء لانه لم يتكامل له الادوات كما
يتكامل للمجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في البعض وقد تواتر
عن الصحابة والتابعين انهم كانوا اذا بلغهم الحديث يعملون به من غير
ان يلاحظوا شرطا وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم و
قل ما كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان

ترجمہ اور کبھی یہ استعداد حاصل ہوتی ہے طرق تخریج کے محکم کرنے سے اور اون
اصول وضوابط وقواعد کے ضبط کرنے سے جو ہر ہر باب مین مشائخ فقہ سے مروی
ہین ساتھ جملہ صالحہ کے سنن اور آثار سے جیسے کہ دونون امام وپیشوا ابی یوسف
ومحمد بن الحسن تھے اور اونمین سے بعض کو معرفت قرآن اور سنت مین اسقدر قوت
حاصل تھی کہ جسکے ذریعہ سے اونکو روش فقہ اور اوسکے اصل مسائل کے ادلہ تفصیلیہ
کے ساتھ معرفت حاصل ہوگئی اور اوسکی دلیلون سے دوسرے مسئلون مین اونکو
ملکہ غالب راے کا حاصل ہوگیا تھا اور بعض مین توقف عارض ہوا اسلیے وہ اور علماء کے
مشاورت کرنے کے محتاج ہوئے کیونکہ اونکے لیے تمامی اسباب اجتہاد کے فراہم
نہوئے جیسا کہ مجتہد مطلق کے لیے کامل ہوگئے پس اسلیے وہ بعض مین مجتہد اور بعض مین
غیر مجتہد ہے اور صحابہ اور تابعین سے بطور تواتر ثابت ہے کہ اونکو جب کوئی حدیث پہونچتی
تھی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوسپر عمل کرتے تھے اور دوسو برس کے بعد لوگون
مین مذہب معین اختیار کرنے کا دستور نکلا اور اوس وقت مین بہت کم لوگ ایسے تھے
جو مذاہب معین پر اعتماد نکرتے ہون اور اوس زمانہ مین گویا یہ واجب ہوگیا تھا

وسبب ذلك ان المشتغل بالفقه لا يخلو من حالتين احدٰهما ان يكون اكبر همه معرفة المسائل التی قد اجاب فیہا المجتہدون من قبل من ادلتہا التفصیلیة ونقدها وتنقیح مأخذها وترجیح بعضها علی بعض وهذا امر جلیل لا یتم له الا بامام یتأسی به قد کفی مؤنة فرش المسائل وایراد الدلائل فی کل باب باب فیستعین فی ذلك ثم یستقل بالنقد والترجیح ولولا هذا الامام لصعب علیه ولا معنی لارتکاب امر صعب مع امکان الامر السهل ولا بد لهذا المقتدی ان یستحسن شیئاً مما سبق الیه اماما ویستدرك علیه شیئاً فان کان استدراکه اقل من موافقته عد من اصحاب الوجوه فی المذهب وان کان اکثر لم یعد تفرده وجهاً فی المذهب وکان مع ذلك منتسباً الی صاحب المذهب فی الجملة ممتازاً عمن یتأسی بامام آخر فی کثیر من اصول مذهبه وفروعه

ترجمہ اور اسکا یہ سبب ہے کہ مشتغل بالفقہ دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ اوسکی بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنہین مجتہدین سابقین اُسکے ادلۂ تفصیلیہ سے اوسکا جواب دے چکے اور اوسکی تنقید اور اوسکے ماخذ کی تنقیح اور بعض پر بعض کی ترجیح وغیرہ سب کچھ کر چکے ہین اور یہ ایسا جلیل الشان امر ہے کہ بدون کسی امام کے پیروی کے پورا نہین ہو سکتا اور چونکہ درستگی مسائل اور ہر ہر باب مین ایراد دلائل کی مشقت کو وہ لوگ برداشت کر چکے تھے اسلیے یہ اونسے اسمین مدد لینے لگے اور پھر تنقید و ترجیح مین مشتغل ہوئے اور اگر اونکا یہ امام نہوتا تو اونپر بڑی مشکل پڑتی اور پھر ارتکاب امر صعب کے ساتھ امکان امر سہل کے کیا معنی ہوتے اور اس مقتدی کے لیے یہ ضرور ہوا کہ اپنے اماموں کی طرز و روش کو اچھی طرح جانے اور اونپر اور کچھ بڑہا دے اور اوسکو مستدرک نہیں اوسکا استدراک اوسکی موافقت سے اگر اقل ہوتا ہے تو اصحاب الوجوہ فی المذہب مین شمار کیا جاتا ہے اور اگر اکثر ہے تو اوسکا تفرد وجہ فی المذہب مین نہین گنا جاتا اور باوجود اسکے بھی کسی صاحب المذہب کیطرف فی الجملہ ایسے طور پر اوسکی نسبت کی جاتی ہے کہ جسکی وہ پیروی کرتا ہے جیسے دوسرے اماموں سے بہت سے اصول مذہب اور فروع مین ممتاز رہتا ہے

وقد يوجد لمثل هذا بعض المجتهدات لم يسبق بالجواب فيها اذ الوقائع متتابعة والباب مفتوح فيأخذها من الكتاب والسنة وآثار السلف من غير اعتماد على امامه ولكنها قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب وثانيهما ان يكون اكبر همته معرفة المسائل التي يستفتيه المستفتون مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته الى امام يأتم به في الاصول الممهدة في كل باب باب اشد من حاجة الاول لان مسائل الفقه متعانقة متشابكة فروعها تتعلق بامهاتها فلو ابتدأ هذا بتنقيد مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان ملتزما لما لا يطيقه ولا يتفرغ منه طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه الا ان يحمل النظير فيما سبق فيه ويتصرف للتفاريع وقد يوجد لمثل هذا استدراكات على امامه بالكتاب والسنة وآثار السلف والقياس لكنها قليلة بالنسبة الى موافقاته وهذا هو المجتهد في المذهب

قولہ اور ایسوں میں بعض مجتہدات ایسے بھی پائے جاتے ہیں جنکا جواب پہلوں نے بھی نہیں دیا ہے کیونکہ وقائع یکے بعد دیگرے واقع ہوا کرتے ہیں اور اسکے دروازے کھلے ہیں پس وہ اخذ کرتا ہے کتاب اور سنت اور آثار سلف سے بغیر اعتماد کے اپنے امام پر لیکن یہ پہلوں کے جواب کی بہ نسبت کم ہے اور یہ مجتہد مطلق منتسب ہے اور دوسرا وہ ہے کہ جسکی بڑی ہمت ان مسائل کا پہچاننا ہے جنکو لوگوں نے اس سے پوچھا اور متقدمین نے امیں کچھ کلام نہیں کیا اور اسکی حاجت ایک امام مقتدی کیطرف جسکے اصول ممہدہ کے ہر ہر باب میں یہ پیروی کرتا ہے پہلے سے زیادہ ہے کیونکہ مسائل فقہیہ ایک دوسرے میں ملے ہوئے اور باخود باہم چمٹے ہوئے اور اوسکے تمامی فروع اپنی اصول میں لگے ہوئے ہیں پس اگر یہ اونکے مذاہب کی تنقید اور اونکے اقوال کی تنقیح کرنے لگے تو اپنے اوپر ایسے امر کا لازم کرنے والا ہوگا جسکی وہ طاقت نہیں رکھتا ہے اور عمر بھر اس سے فارغ نہو سکیگا پس اوسکے ان مشکلات کے دفع کی کوئی صورت نہیں ہے مگر یہی کہ جو اسکے پہلے ہو گیا ہے اوسمیں اسکی نظیر پر اونکو حمل کرتا اور تفریعوں کو متفرع کرتا جائے اور کبھی اس قسم کے لوگوں کو بہت سے استدراکات اپنے امام پر کتاب اور سنت اور آثار سلف اور قیاس سے ملتے ہیں لیکن وہ بہ نسبت اسکی موافقات کے کم ہوتے ہیں اور یہ مجتہد فی المذہب ہے ؞

واما الحالة الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة ادلة ما سبق اليه ثم يستفرغ جهده ثانيا في التفريع على ما اختاره واستحسنه فهي حالة بعيدة غير واقعة لبعد العهد عن زمان الوحي واحتياج كل عالم في كثير مما لا بد له في علمه الى من مضى من رواية الاحاديث على تشعب متونها وطرقها ومعرفة مراتب الرجال ومراتب صحة الحديث وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث والآثار والتنبه لمأخذ الفقه منها ومن معرفة غريب اللغة واصول الفقه ومن رواية المسائل التي سبق التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها جدا وتباينها واختلافها ومن توجيه افكاره في تمييز تلك الروايات وعرضها على الدلالة فاذا انفد عمره فكيف يوفي حق التفاريع بعد ذلك والنفس الانسانية وان كانت زكية لها حد معلوم تعجز عما وراءها

ترجمہ اور تیسری حالت یہ ہے کہ پہلے اپنی کوششون کو معرفت ادلہ ماسبقہ مین صرف کرے اور پھر اوسکے بعد تفریعات مین جس طور پر اونکو اختیار کیا ہے یا مستحسن سمجھا ہے لگاوے اور یہ حالت بعیدہ غیر واقع ہے بباعث دور ہونے اس وقت کے زمانہ وحی سے اور بباعث احتیاج ہر عالم کے اپنے بہت سے ضروری علمون مین متقدمین کی طرف مختلف المتون اور مختلف الطرق حدیثون کی روایت مین اور معرفت مراتب رجال اور مراتب صحت حدیث اور اوسکے ضعف مین اور احادیث و آثار مختلفہ کے جمع کرنے مین اور اونکے ماخذ فقہ کے خبردار ہونے مین اور لغات غریبہ اور اصول فقہ کے پہچاننے مین اور روایت کرنے سے اون مسائل کے جنمین متقدمین کلام کر چکے ہین باوجود کثرت اور تباین اور اختلاف اوسکے اور توجیہ سے اپنی فکر کی ان روایات کے تمیز کرنے مین اور دلالت پر اسکے کرنے سے پس جب اپنی عمر کو اسمین تمام کر ڈالیگا تو حق تفاریع کو اسکے بعد کیونکر ادا کریگا اور نفس انسانی کتنا ہی پاک و مقدس ہو تو بھی اوسکے لیے ایک حد معین ہے کہ اوسکے آگے وہ عاجز ہو جاتا ہے

وانما کان ہذا متیسر للطراز الاول من المجتہدین حین کان العہد قریبا والعلوم غیر متشعبۃ علی انہ لم یتیسر ذلک ایضا الا لنفوس قلیلۃ وہم مع ذلک کانوا مقتدین بشیوخہم معتمدین علیہم ولکن لکثرۃ تصرفاتہم فی العلم صاروا مستقلین وبالجملۃ فالتمذہب بمذاہب المجتہدین سر الہمہ اللہ تعالی العلماء وجمعہم علیہ من حیث یشعرون اولا یشعرون ومن شواہد ما ذکرناہ کلام الفقیہ ابن زیاد الشافعی الیمنی فی فتواہ حیث سئل عن مسئلتین اجاب فیہما البلقینی بخلاف مذہب الشافعی فقال فی الجواب انک لا تعرف توجیہ کلام البلقینی ما لم تعرف درجتہ فی العلم فانہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل من اہل التخریج والترجیح واعنی بالمطلق المنتسب من لہ اہلیۃ ترجیح یخالف الراجح فی المذہب الامام الذی ینتسب الیہ وہذا حال کثیر من جہابذۃ الاکابر اصحاب الشافعی من المتقدمین والمتاخرین وسیاتی ذکرہم وترتیب درجاتہم

ترجمۃ اور پہلے طرز کے مجتہدین کے لیے جب زمانہ وحی کا قریب اور علوم بھی بہت شاخ بشاخ نہو گئے تھے البتہ یہ آسان تھا مگر تو بھی یہ بہت ہی کم لوگون کو میسر ہوا اور پھر وہ بھی اپنے مشائخ کے مقتدی اور اونپر اعتماد کرنے والے تھے لیکن علوم مین بہت تصرف کرنے سے وہ خود مستقل ہو گئے الحاصل ان مجتہدین کا مذہب بمذہب ہونا اور لوگون کا اسکو اختیار کرنا ایک بھید ہے جسکو اللہ تعالے نے ان پر الہام کیا اور انکو اسپر مجتمع کر دیا چاہین وہ اسکو جانین یا نجانین اور اسکی خبر رکھین یا نہ رکھین اور جو ہمنے ذکر کیا ہے اسکے شواہد سے کلام فقیہ ابن زیاد شافعی الیمنی کا اونکے فتوا مین ہے جبکہ وہ سوال کیے گئے اون دو مسئلون سے کہ جنمین بلقینی نے بخلاف مذہب شافعی کے جواب دیا تھا اونہون نے کہا کہ تو بلقینی کے توجیہ کلام کو نہین جان سکتا جبتک کہ علم مین تو اونکے درجہ کو نجانے کیونکہ وہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل اہل تخریج اور ترجیح سے ہے اور منتسب مطلق سے مین اوسکو مراد لیتا ہون جسکو ایسی ترجیح کا اختیار ہو جو اپنے امام مذہب کے راجح کی خلاف کر سکتا ہو اور یہ حال بہت سے متقدمین و متاخرین اکابر علماء شافعی کا ہے اور قریب ہے اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب کا بیان آتا ہے

ابن زیاد ۱۲

ومن نظم البلقيني في سائر المجتهدين المطلقين المنتسبين تلميذه الشيخ ابو زرعة فقال قلت مرة لشيخنا الامام البلقيني ما يقصر بالشيخ تقي الدين السبكي عن الاجتهاد وقد استكمل آلته وكيف يقلد قال ولم اذكره هو استحياء منه لما اردت ان ارتب على ذلك فسكت فقلت فما عندي ان الامتناع من ذلك الا للوظائف التي قدرت للفقهاء على المذاهب الاربعة وان من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله شيء من ذلك وحرم ولاية القضاء وامتنع الناس من استفتائه ونسب للبدعة فتبسم ووافقني على ذلك انتهى قلت اما انا فلا اعتقد ان المانع لهم من الاجتهاد ما اشار اليه حاشا منصبهم العلي عن ذلك وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه لغرض القضاء والاسباب هذا مما لا يجوز لاحد ان يعتقده فيهم وقد تقدم ان الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد في مثل ذلك وكيف ساغ للولي نسبتهم الى ذلك ونسبة البلقيني الى موافقته على ذلك

ترجمہ اور ان لوگوں میں سے کہ شیخ بلقینی نے سات مجتہدین مطلقین منتسبین میں نظم کیا ہے ان کا شاگرد رشید ابو زرعہ ہے اور اوس نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے شیخ امام بلقینی سے کہا کہ کس چیز نے شیخ تقی الدین سبکی کو اجتہاد سے روک رکھا ہے حالانکہ اوسکے پاس اسکا سب سامان کامل مہیا ہے پھر وہ کیونکر تقلید کرتا ہے کہا ابو زرعہ نے کہ چونکہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اوسکو اسپر ترتیب دونگا اسلیے شرم کے مارے میں نے شیخ بلقینی سے اوسکو ذکر نکیا اور چپ رہا تب میں نے کہا کہ میرے نزدیک اس امتناع کی کوئی اور وجہ نہیں مگر وہی وظیفے جو فقہاء مذاہب اربعہ کے لیے مقرر ہیں اور اگر ایک بار بھی اوسکے خلاف اجتہاد کریں تو انکو کچھ نہ ملے اور ولایت قضا سے محروم رہیں اور لوگ ان سے فتوی لینا چھوڑ دیں اور بدعتی کہنے لگیں پس اسکو سنکر وہ ہنس پڑے اور اسپر میری موافقت کی لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اونکے لیے اجتہاد سے مانع وہی امر نہ تھا جسکو ابو زرعہ نے اشارہ بیان کیا ہے کیونکہ اونکا منصب ان سب امور سے اور خصوصا اس امر سے کہ باوجودیکہ وہ اجتہاد پر قادر ہوں اور اسکو انہیں منصب قضا وغیرہ کے سبب سے چھوڑ دیں بہت ہی دور تھا اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اونکی شان میں یہ اعتقاد رکھے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجح نزدیک جمہور کے ایسی حالت میں وجوب اجتہاد ہے پھر کیونکر ایک

وقد قال الجلال السیوطی فی شرح التنبیہ فی باب الطلاق ما لفظہ وما وقع من الائمۃ
من الاختلاف من تغیر الاجتہاد فیصححون فی کل موضع ما ادی الیہ اجتہادہم فی ذلک
الوقت وقد کان المصنف یعنی صاحب التنبیہ من الاجتہاد بالمحل الذی لا ینکر فصرح
غیر واحد من الائمۃ بانہ وابن الصباغ وامام الحرمین والغزالی بلغوا رتبۃ الاجتہاد
المطلق وما وقع فی فتاوی ابن الصلاح من انہم بلغوا رتبۃ الاجتہاد فی المذہب دون
المطلق فمرادہ انہم کانت لہم درجۃ الاجتہاد المنتسب دون المستقل وان المطلق
کما قررہ ہو فی کتاب ادب الفتیا والنووی فی شرح المہذب نوعان مستقل وقد
فقد من راس الاربعمائۃ فلم یمکن وجودہ ومنتسب وہو باق الی ان یاتی اشراط
الساعۃ الکبری ولا یجوز انقطاعہ شرعا لانہ فرض کفایۃ ومتی قصر اہل عصر
حتی ترکوہ اثموا کلہم وعصوا باسرہم کما صرح بہ الاصحاب
منہم الماوردی فی الحاوی والرویانی فی البحر والبغوی فی التہذیب وغیرہم

ترجمہ اور جلال الدین سیوطی نے شرح التنبیہ کے باب الطلاق میں جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اماموں سے
جو اختلاف واقع ہوا وہ تغیر اجتہاد سے ہے پس جن مقاموں میں اونکا اجتہاد اوس وقت پہونچا اوسکی وہ
تصحیح کرتے گئے اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے محل میں تھا جسکا انکار نہیں کیا جا سکتا
اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ وہ اور ابن الصباغ اور امام الحرمین اور غزالی اجتہاد مطلق کے
رتبہ کو پہونچ گئے تھے اور جو فتاوے ابن الصلاح میں واقع ہوا ہے کہ یہ لوگ رتبہ اجتہاد فی المذہب کو
پہونچے تھے نہ مطلق کو تو مراد اوسکی یہ ہے کہ اونکو درجہ اجتہاد منتسب حاصل تھا نہ مستقل اور اجتہاد مطلق
جیسا کہ خود اوسنے اپنی کتاب آداب الفتیا میں اور نووی نے شرح المہذب میں ثابت کیا ہے دو طرح پر ہے ایک
مستقل اور چونکہ یہ چوتھی صدی سے مفقود ہو گیا اسلیے اسکا وجود ممکن نہیں اور دوسرا منتسب
اور وہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے آنے تک باقی رہیگا اور شرعاً اوسکا منقطع ہونا جائز نہیں
کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ والے اوس سے یہاں تک قاصر ہو نگے کہ اوسکو بالکل ہی چھوڑ دینگے
تو سبکے سب گناہگار اور بالکل نافرمان ہو جاینگے جیسا کہ ہمارے اصحاب نے اسکی تصریح کی ہے بعض انمیں
سے ماوردی ہیں جنہوں نے حاوی میں اور رویانی نے بحر میں اور بغوی نے تہذیب میں اور انکے سوا اور لوگوں نے

ولا يتأدى هذا الفرض بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا المسمى بالرد على من اخلد الى الارض وجهل ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن الاجتهاد المطلق المنتسب عن كونهم شافعية كما صرح به النووي وابن الصلاح في الطبقات وتبعهم ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب المذهب وافتوا وولوا وظائف الشافعية كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية ببغداد وولي امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية بنيسابور وولي ابن عبد السلام الجابية والظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد الصلاحية المجاورة لمشهد امامنا الشافعي رضي الله عنه والفاضلية والكاملية وغير ذلك اما من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله

ترجمہ اور یہ فرض اجتہاد مقید سے ادا نہین ہوسکتا جیسا ابن الصلاح نے اسکی تصریح کی ہی اور نووی نے شرح مہذب مین مفصل بیان کیا ہی اور یہ مسئلہ ہماری اوس کتاب مین جسکا نام رد علی من اخلد الی الارض وجہل ہی نہایت بسط وتفصیل سے بیان کیا گیا ہی کہ اجتہاد ہر زمانہ مین فرض ہی اور یہ لوگ اجتہاد مطلق منتسب سے اپنے شافعی ہونے سے خارج نہین ہوسکتے جیسا کہ نووی اور ابن الصلاح نے طبقات مین اسکی تصریح کی ہی اور ابن سبکی نے بھی اسکی تبعیت کی ہی اور اسلیے اونہون نے اس مذہب مین کتابین تصنیف کین اور فتوا دیا اور وظائف شافعیہ کے متولی ہوئے جیسا کہ مصنف اور ابن الصباغ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور امام الحرمین اور غزالی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا متولی ہوا اور ابن دقیق العید صلاحیہ کا جو ہمارے امام شافعی رح کے مشہد مقدس کے قریب ہی اور فاضلیہ اور کاملیہ کا متولی ہوا لیکن وہ شخص کہ رتبہ اجتہاد مستقل کو پہونچگیا ہی تو وہ اس سبب سے شافعی ہونے سے خارج ہوگیا اور اُسکے اقوال کتب مذہب مین نقل نہین کیے جاسکتے

ولا اعلم احدا بلغ هذه الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير الطبري فانه
كان شافعيا ثم استقل بمذهب لهذا قال الرافعي وغيره ولا يعد تفرده وجها
في المذهب انتهى وهي منتهى حسن من اسلات الولي ابو ذرعة الا ان كلامه
يقتضي ان ابن جرير لا يعد شافعيا وهو مردود فقد قال الرافعي في اول كتاب الزكوة
من الشرح تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي عن الربيع المرادي والحسن الزعفراني
انتهى ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على طريقته في الاجتهاد واستقراء الادلة وترتيب
بعضها على بعض ووافق اجتهاده اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي

ترجمہ اور میں کسی کو نہیں جانتا کہ اصحاب میں سے اس رتبہ کو پہونچا ہو مگر ابو جعفر
ابن جریر الطبری کہ پہلے وہ شافعی تھا پھر اوسکا ایک مستقل مذہب ہو گیا اسیلیے رافعی
وغیرہ نے کہا کہ اوسکا تفرد مذہب میں کوئی وجہ معتد به شمار کیا جائیگا انتہی اور میرے
نزدیک ولی ابو زرعہ کا یہ خیال بہت ہی پسندیدہ ہے مگر کلام اوسکا اس امر کو مقتضی ہے
کہ ابن جریر شافعیوں میں نہ معدود ہو تو یہ مردود ہے کیونکہ رافعی نے اسی شرح میں
کتاب الزکوۃ کی شروع ہی میں کہا ہے کہ ابن جریر کا تفرد ہمارے مذہب میں بطور وجہ
کے نہ معدود ہوگا اگرچہ وہ طبقات شافعیہ میں معدود ہے اور نووی نے شرح
تہذیب میں کہا ہے کہ ابو عاصم عبادی نے اوسکو فقہاء شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ
ہمارے علما سے ہے اور اوسنے فقہ شافعی کو ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے اخذ کیا ہے اور اوسکے
امام شافعی کیطرف منتسب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوسنے اپنے اجتہاد و استقراء ادلہ اور اونکی باہم
ترتیب کو اونہیں کے طریقہ پر جاری کیا ہے اور اوسکا اجتہاد اونکے اجتہاد کے موافق ہوا ہے
اور جب کبھی اوسنے کچھ مخالفت کی تو اس مخالفت میں کچھ پروا نہ کی اور اونکے طریقہ سے
خارج ہوئے مگر چند مسئلوں میں اور یہ امر امام شافعی کے مذہب میں داخل ہونیکے لیے کوئی قادح نہیں

پہلے وہ [illegible] فی المذہب [illegible] معدود [illegible] ہو گا [illegible]

ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره في طبقات الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل شيخنا العلامة على ادخال البخاري في الشافعية بذكره في طبقاتهم وكلام النووي الذي ذكرناه شاهد له وذكر الشيخ تاج الدين السبكي في طبقاته ما نقله كل تخريج اطلقه المخرج اطلاقا فينظر ان ذلك المخرج ان كان ممن يغلب عليه المذهب والتقليد كالشيخ ابي حامد والقفال عد من المذهب وان كان ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد بن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد واما المزني وبعده ابن سريج فبين الدرجتين لم يخرجوا خروج المحمدين ولم يتقيدوا تقيد العراقيين والخراسانيين انتهى وذكر السبكي في طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعري امام اهل السنة والجماعة وقال انه معدود من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابي اسحاق المروزي انتهى قول ابن زياد

ترجمہ اور اسی قبیل سے محمد بن اسمعیل بخاری ہیں کہ لوگوں نے انکو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے اور جن لوگوں نے انکو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے اونمیں سے شیخ تاج الدین سبکی ہیں اور انہوں نے کہا کہ بخاری نے حمیدی سے فقہ حاصل کی اور حمیدی نے امام شافعی سے فقہ کو سیکھا شیخ تاج الدین سبکی کے بخاری کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرنے سے ہمارے شیخ علامہ نے بخاری کو شافعیوں میں داخل کرنے پر استدلال کیا ہے اور نووی کا وہ کلام جسکو ہم نے ذکر کیا ہے اوسکا شاہد ہے اور شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات میں جو ذکر کیا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس تخریج کو مخرج مطلق چھوڑ دے تو دیکھا جائیگا کہ وہ مخرج اگر اون لوگوں میں ہے کہ جنپر مذہب اور تقلید غالب ہے مانند شیخ ابی حامد اور قفال کے تو وہ اوس مذہب کے لوگوں میں شمار کیا جاویگا اور اگر وہ اون لوگوں میں ہے کہ جو اکثر مذہب سے خارج ہو جایا کرتا ہے مانند محمدین اربعہ یعنی محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر المروزی اور محمد بن المنذر کے تو اوسمیں شمار معدود ہوگا اور لیکن مزنی اور بعد اوسکے ابن سریج تو یہ لوگ دونوں درجوں کے درمیان میں ہیں نہ تو محمدین کے مانند خارج ہیں اور نہ عراقیین و خراسانیین کے تقلید کے مانند مقید انتہی اور ذکر کیا سبکی نے اپنے طبقات میں شیخ ابو الحسن اشعری اہل سنت و جماعت کا امام ہیں اور یہی کہا کہ یہ شافعیوں میں معدود ہیں کیونکہ اونہوں نے شیخ ابی اسحق مروزی سے فقہ حاصل کی ہے تمام ہوا قول ابن زیاد کا

محمدین اربعہ

ومن شواهد ما ذكرنا ايضا ما في كتاب الانوار حيث قال والمنتسبون الى مذهب الشافعي وابي حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها العوام وتقليدهم للشافعي متفرع على تقليد المنتسب الثاني البالغون الى مرتبة الاجتهاد والمجتهد لا يقلد مجتهدا وانما ينسبون اليه لجريهم على طريقه في الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب بعضها على بعض الثالث المتوسطون وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد ولكنهم وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس ما لم يجدوه منصوصا على ما نص عليه وهؤلاء مقلدون له وكذا من ياخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا يقلدون في انفسهم لانهم مقلدون انتهى كلام الانوار فان قلت كيف يكون شيء واحد غير واجب في زمان وواجبا في زمان اخر مع ان الشرع واحد فليس قولك لم يكن الاقتداء بالمجتهد [illegible] واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافيا

ترجمہ اور جو ہمنے کہا اسکے شواہد سے وہ بھی ہے جو کتاب الانوار مین ہے چنانچہ اوسمین کہا ہے کہ شافعی اور ابی حنیفہ و مالک و احمد کے مذہب کیطرف جو لوگ منسوب ہین وہ چند طرح پر ہین ایک اونمین سے عوام ہین اور اونکا امام شافعی کی تقلید کرنا منتسب کی تقلید پر متفرع ہے اور دوسرے وہ لوگ ہین جو اجتہاد کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے ہون حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کرتا مگر باوجود اسکے بھی جو یہ لوگ اپنے کو اونکی طرف منسوب کرتے ہین تو اس سبب سے کہ انکا اجتہاد و استعمال ادلہ اور اوسکی ترتیب بایکدیگر اونہی کے طریقہ پر جاری ہے اور تیسرے درمیانی لوگ اور وہ وہ ہین کہ مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے ولیکن اپنے امام کے اصول سے واقفیت رکھتے ہین اور امور غیر منصوصہ کے قیاس پر بنا بر اپنے ائمہ کے ما قادر ہین اور یہ لوگ درحقیقت اونکے مقلد ہین اور ایسے ہی جو لوگ عوام مین سے اونکے اقوال کو اخذ کرتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ فی نفسہ وہ مقلد نہین کیونکہ وہ مقلد ہین تمام ہوا کلام کتاب الانوار کا پس اگر کہے تو کہ کیونکر ایک چیز ایک زمانہ مین غیر واجب اور وہی چیز دوسرے زمانہ مین واجب ہوگئی باوجودیکہ شرع ایک ہی ہے پس تمہارا یہ کہنا کہ ایک مجتہد مستقل کی اقتدا واجب نہ تھی پھر واجب ہوگئی نہین ہے مگر قول متناقض اور متنافی

قلت الواجب الاصلی هو ان یکون فی الامة من یعرف الاحکام الشرعیة من ادلتها التفصیلیة اجمع علی ذلک اهل الحق ومقدمة الواجب واجبة ولما کان الواجب طرق متعددة وجب تحصیل طریق من تلک الطرق من غیر تعیین واذا تعین لطریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصه کما اذا کان الرجل فی مخمصة شدیدة یخاف منها الهلاک وکان لدفع مخمصة طرق من شراء الطعام والتقاط الفواکه من الصحراء واصطیاد ما یتقوت به وجب تحصیل شیء من هذا الطرق لا علی التعیین فاذا وقع فی مکان لیس هناک صید ولا فواکه وجب علیه بذل المال فی شراء الطعام وکذلک کان السلف وفی تحصیل هذا الواجب کان الواجب تحصیل طریق من تلک الطرق لا علی تعیین ثم انسدت تلک الطرق الا طریق واحد فوجب ذلک الطریق بخصوصه

ترجمہ تو اوسکے جواب مین مین یہ کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہی ہے کہ امت مین ایسا شخص ہو جو احکام فرعیہ کو اونکے ادلہ تفصیلیہ سے جانتا ہو اسپر تمامی اہل حق کا اجماع ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوا کرتا ہے اور جب کسی واجب کے طرق متعدد ہون تو تحصیل کسی ایک طریقہ کے اون طریقون مین سے بغیر تعین کے واجب ہوا اور جب اوسکے لیے کوئی ایک طریقہ متعین ہو جاسے تو وہی طریقہ مخصوصہ واجب ہوگا مثلاً جب کوئی ایسے مخمصہ شدیدہ مین مبتلا ہو جاسے کہ جس سے اپنی ہلاکت کا خوف کرتا ہو اور دفع مخمصہ کے بہت سے طریقے ہین مثل کھانا مول لینے اور صحرا سے میوہ چن لینے اور بمقدار اپنی قوت کے شکار کر لینے وغیرہ سے تو کسی شئے کا ان طریقون مین سے لا علی التعیین حاصل کرنا واجب ہے پس اگر کوئی شخص ایسے مکان مین محصور ہو جہان نہ کوئی شکار ہو اور نہ کوئی میوہ تو اوسپر کھانا مول لینے کے لیے مال کا خرچ کرنا واجب ہوگا ایسی سلف کے لیے اس واجب کے حاصل کرنے مین بہت سے طریقے تھے اور ان طریقون مین سے بغیر تعیین کے ایک ہی طریقہ حاصل کرنا واجب تھا اونکے بعد وہ سب طریقے مسدود ہو گئے مگر ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا پس اب مخصوصہ وہی طریقہ واجب ہوا

وكان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان
رواية الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا
معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول وشواهد ما نحن فيه
كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان الانسان جاهل في بلاد الهند او بلاد
ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من
كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان
يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى
مهملا بخلاف ما اذا كان في الحرمين فانه متيسر له هناك معرفة جميع المذاهب
ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان
ياخذ من كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق

ترجمہ اور سلف حدیثوں کو نہ لکھتے تھے پھر اب آجکل ہمارے زمانہ میں کتابت حدیث واجب ہو گئی کیونکہ
آجکل بجز معرفت ان کتابوں کے روایت حدیث کی کوئی سبیل نہیں اور سلف نحو و لغت سے نہ مشتغل تھے
اور چونکہ اونکی زبان عربی تھی اسلیے وہ ان فنون کے محتاج بھی نہ تھے پھر آجکل ہمارے زمانہ میں عرب
اول کے زمانہ سے بہت دور ہو جانے سے عربی زبان کا سیکھنا واجب ہو گیا اور علی ہذا القیاس اسکے اور بھی
بہت سے شواہد و نظیریں ہیں پس مناسب ہے کہ اسی پر وجوب تقلید امام معین کو بھی قیاس کیجاوے کہ کبھی تو وہ واجب
اور کبھی نہیں مثلاً جب کوئی جاہل آدمی ہندیا یا ماوراء النہر کے شہروں میں ہو اور وہاں کوئی عالم
شافعی و مالکی و حنبلی نہیں پایا جاتا اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہیں ملتی تو اوسپر واجب
ہے کہ ابو حنیفہ رح کی تقلید کرے اور حرام ہے کہ اونکے مذہب سے خارج ہو کیونکہ اسحالت میں اگر اونکے
مذہب سے نکلیگا تو ربقہ شریعت کو اپنی گردن سے نکالیگا اور محض سدی و مہمل باقی رہجاویگا بخلاف
اس حالت کے کہ جب وہ حرمین شریفین میں ہو کیونکہ اوسکو وہاں تمامی مذاہب کی معرفت میسر ہے
اور اسکو یہی کافی نہیں ہے کہ بحسب ظن و گمان کے غیر ثقہ لوگوں سے اخذ کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ عوام

واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم قال النووي في المنهاج
وشرط القاضي مسلم مكلف حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف مجتهد
وهو ان يعرف من القران والسنة ما يتعلق بالاحكام وخاصه وعامه ومجمله
ومبينه وناسخه ومنسوخه ومتواتر السنة وغيره والمتصل والمرسل وحال
الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا واقوال العلماء من الصحابة و
من بعدهم اجماعا واختلافا والقياس بانواعه ثم اعلم ان هذا المجتهد قد
يكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى المستقل والمستقل من امتاز عن
سائر المجتهدين بثلاث خصال كما ترى ذلك في الشافعي ظاهرا احدها
ان يتصرف في الاصول والقواعد التي يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك
في اوائل الام حيث عد صنيع الاوائل في استنباطهم واستدرك عليهم

ترجمہ اور جان تو کہ مجتہد مطلق وہ ہے کہ جسمین پانچ طرح کا علم جمع ہوئے چنانچہ نووی
نے منہاج مین کہا ہے اور شرط قاضی ہونے کی مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر
ناطق کافی مجتہد ہے اور مجتہد وہ ہے کہ جو قرآن اور سنت مین سے اون امور کو جو احکام
سے متعلق ہین پہچانتا ہو اور اسکے خاص اور عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ ومنسوخ
اور سنن متواترہ اور غیر متواترہ اور متصل ومرسل کو جانتا ہو اور راویون کے حال
کو از روے قوت وضعف کے اور زبان عرب کو از روے لغت ونحو کے اور اقوال
علماء کو صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین سے از روے اجماع واختلاف کے اور قیاس
کو اسکے انواع کے ساتھہ پہچانتا ہو پھر یہ بھی جان رکھو کہ یہ مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہے
اور کبھی مستقل کیطرف منتسب ہوتا ہے اور مستقل وہ ہے کہ تمامی مجتہدین سے تین
خصلتون مین ممتاز ہو جیسا کہ تم امام شافعی مین یہ باتین ظاہر ظاہر دیکھتے ہو ـ ایک
یہ کہ اصول اور اون قواعد مین تصرف کرے جنسے فقہ مستنبط ہے جیسا کہ ان
سبکو امام شافعی رحمہ اللہ نے اوائل ام مین ذکر کیا ہے جہاں کہین صنیع
اوائل کو اونکے استنباط مین شمار کرکے استدراک کیا ہے

وکما اخبرنا شیخنا ابو طاهر محمد بن ابراهیم المدنی عن شیخہ المکیین الشیخ حسن بن علی العجمی والشیخ احمد النخلی عن الشیخ محمد بن العلاء البابلی عن ابراهیم بن ابراهیم اللقانی وعبد الرؤف الطبلاوی وعن الجلال ابی الفضل السیوطی عن ابی الفضل المرجانی اجازة عن الحافظ الحجة ابی الفرج الغزی عن یونس بن ابراهیم الدبوسی وعن ابی الحسن المقیری عن الفضل بن سهل الاسفرائی ابی بکر احمد بن علی الخطیب اخبرنا ابو نعیم الحافظ حدثنا ابو محمد عبد الله بن محمد بن یعقوب حدثنا حاتم یعنی الرازی حدثنی یونس بن عبد الاعلی قال قال محمد بن ادریس الشافعی رحمه الله الاصل قران وسنة فان لم یکن فقیاس علیهما واذا اتصل الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وصح الاسناد منه فهو سنة والاجماع اکبر من الخبر المفرد والحدیث علی ظاهره واذا احتمل المعانی فما اشبه منها ظاهره اولیٰ بها

ترجمه اور جیسا کہ خبر دی ہمکو ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی نے اپنے شیخ [illegible] شیخ حسن بن العجمی اور شیخ احمد نخلی سے اونہوں نے شیخ محمد بن العلاء البابلی سے اونہوں نے ابراہیم بن ابراہیم اللقانی اور عبد الروف لطلائی اور جلال ابی الفضل سیوطی سے وہ ابی الفضل المرجانی سے ازروے اجازت کے حافظ الحجۃ ابی الفرج الغزی سے وہ یونس بن ابراہیم الدبوسی سے وہ ابی الحسن بن المقیری سے وہ الفضل بن سہل الاسفرائنی ابی بکر احمد بن علی الخطیب سے اونہوں نے کہا کہ خبر دی مجھکو ابو نعیم حافظ نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کیا مجھکو ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب نے اونہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم یعنے رازی نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کی مجھے یونس بن عبد الاعلی نے اونہوں نے کہا کہ فرمایا محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالی نے کہ اصل قرآن اور سنت ہی ہیں اگر کسی مسئلہ کا جواب ان میں نہو تو وہ ہی جو انپر قیاس کیا گیا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسناد صحیح کوئی حدیث پہونچی تو وہی سنت ہے اور اجماع اکبر ہے خبر مفرد سے اور اعتبار حدیث کا اوسکے ظاہر پر ہے اور جب اوسکے معانی محتمل ہوں تو اونمیں سے جو ظاہر معانی کو متشابہ ہو اوسیکی طرف رجوع کرنا چاہیے

وإذا اختلفت الأحاديث فأصحها إسنادا أولاها وليس المنقطع بشيء ما عدا منقطع ابن المسيب ولا يقاس أصل على أصل ولا يقال للأصل لم وكيف وإنما يقال للفرع لم فإذا صح قياسه على الأصل صح فقامت به الحجة انتهى وثانيها أن يجمع الأحاديث والآثار فيحصل أحكامها ويتنبه لمآخذ الفقه منها ويجمع مختلفها ويرجح بعضها على بعض ويعين بعض محتملاتها وذلك قريب من ثلثي علم الشافعي فيما نرى والله أعلم وثالثها أن يفرع التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق بالجواب فيه من القرون المشهود لها بالخير وبالجملة ليكون كثير التصرفات في هذه الخصال فائقا على أقرانه سابقا في حلبة رهانه مبرزا في ميدانه

ش اور جب مختلف حدیثون کا ہجوم ہو تو اون مین سے جسکی سند اصح ہو وہی اولے ہو اور کوئی منقطع سواے منقطع ابن المسیب کے کچھ نہین اور کوئی اصل کسی اصل پر نہ قیاس کیجاسے اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ اصل کیون ہوا اور کیونکر ہے ہان فرع کے لیے البتہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیون ہے اور جب قیاس اوسکا اصل پر صحیح ہو تو اوسکے ساتھ حجت قائم ہو سکتی ہے انتہے اور دوسری خصلت یہ ہو کہ احادیث وآثار کو جمع کرکے اوسکے احکام کو حاصل کرے اور اوس سے ماخذ فقہ پر خبردار ہوجاے اور اوسکے مختلف کو جمع کرے اور اور بعض کو بعض پر ترجیح دے اور بعض محتمل کو معین کرے اور یہ قریب دو تہائی علم شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہے جو تو دیکھتا ہے اور تیسری خصلت یہ ہے کہ جتنی تفریعین اس پر ایسی وارد ہوتی جاتی ہین جنکا جواب قرون مشہود لہا بالخیر مین نہین ہے اوسکی بھی تفریع کرنا چاہیے اور بالجملہ وہ ان صفتون مین بکثرت تصرف کرے اور اپنے اقران مین فائق اور اس گھوڑ دوڑ مین سابق اور اوسکے میدان مین آگے نکلنے والا ہو۔

خصلت دوسری

خصلت تیسری

وخصلة رابعة تتلوها وهي ان ينزل لما قبول من السماء فيقبل الى علمه جماعات من العلماء من المفسرين والمحدثين والاصوليين وحفاظ كتب الفقه ويمضي على ذلك القبول والاقبال قرون متطاولة حتى يدخل ذلك في صميم القلوب والمجتهد المطلق المنتسب هو المسلم له في خصلة الاولى الجاري مجراه في الخصلة الثانية والمجتهد في المذهب هو الذي سلم منه الاولى الثانية وجرى مجراه في التفريع على منهاج تفاريعه ولنضرب لذلك مثلا فنقول كل من تطبب في هذه الازمنة المتاخرة اما ان يكون يقتدي باطباء اليونان او باطباء الهند فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان كان هذا الطبيب يعرف خواص الادوية وانواع الامراض وكيفية ترتيب الاشربة والمعاجين بعقله بان تنبه لذلك من تنبيههم حتى صار على يقين من امره من غير تقليد واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص العقاقير التي لم ... بالتكلم فيها

ترجمہ اور اسکے پیچھے چوتھی خصلت یہ کہ اوسکی قبولیت آسمان سے نازل ہووے اور علم کیطرف علماء مفسرین اور محدثین اور اصولیین اور حفاظ کتب فقہ کے جماعت متوجہ ہو جاوے اور یہ قبول اور توجہ زمانہا سے دراز تک جاری رہے اور یہ باتین لوگون کے دلمین گھس جائین اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیشوا ہے جسمین خصلت اولی مسلم اور دوسری قائم مقام ہو اور مجتہد فی المذہب وہ ہے کہ جسکی خصلت اولی اور ثانیہ مسلم ہوون اور قائم مقام اوسکے ہو تفریع مین اوپر روش تفاریع اوسکے اور اسکے لیے ہم ایک مثل بیان کرتے ہین پس کہتے ہین کہ اس اخیر زمانے مین جو شخص طبابت کرتا ہے تو وہ طباء یونان کی اقتدا کرتا ہے یا اطباء ہند کی پس وہ لوگ بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اس طبیب نے خواص ادویہ اور انواع امراض اور کیفیت ترتیب اشربہ اور معاجین کو اپنی عقل سے پہچان لیا ہے یعنے اونکے خبردار کرنے سے ایسا خبردار ہو گیا ہے کہ اونکے امر پر بدون تقلید کے اوسکو ایسا مرتبہ یقین کا حاصل ہو گیا ہے کہ جو کچھ وہ علاج کرتے تھے ویسا ہی اونکے کرنے پر قادر ہو گیا ہے اس سبب سے اون عقاقیر کے خواص کو بھی پہچانتا ہے جسمین وہ لوگ کچھ نہ بولے تھے

حاشیہ: اے اطباء یونان و اطباء ہند ۱۲ محمد عبد... | خصلت چوتھی | لہ یعنے اطباء یونان و ہند ۱۲

وبیان اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها ما لم یصل السابقون وزاحم
الاوائل فی بعض ما تکلموا قبل ذلك منه فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب
وان سلم ذلك منهم من غیر تعیین کاملٍ وکان اکثر همته ترتیب الاشربة والمعاجین
من تلك القواعد الممهدة کاکثر متطببة هذه الازمنة المتاخرة فهو بمنزلة المجتهد
فی المذهب وکذلك کل من نظم الشعر فی هذه الازمنة ان یقتدی فی ذلك
باشعار العرب ویختار اوزانهم وقوافیهم واسالیب قصائدهم او باشعار العجم
فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان کان هذا الشاعر یخترع الانواع من الغزل
والتشبیب والمدح والهجو والوعظ واتی بالعجب العجاب فی الاستعارات
والبدائع ونحوها ما لم یسبق الیه مثله بل تنبه لذلك من بعض صنائعهم واخذ
النظیر بالنظیر وقاس الشیء بالشیء واقتدر علی ان یخترع بحرا لم یتکلم فیه من قبله

ترجمہ اور بیان اسباب امراض اور اونکی اون علامات اور معالجات کو یعنی
جانتا ہے جسکی اسکے پہلون نے کچھ خبرداری نکی تھی اور اگلون نے ان بعض گفتگو
مین مزاحمت کی ہو ایسا اون لوگون سے بہت ہی کم ہوا پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق
منتسب کے ہے اور اگر یہ اون لوگون سے بدون تعیین کامل کے مسلم ہوا اور اکثر
ہمت اونکے بنانے مین اشربہ اور معاجین کے اونہین قواعد ممہدہ پر ہے جیسا کہ
اکثر اس اخیر زمانہ کے طبیب ہین تو وہ بمنزلہ مجتہد فی المذہب کے ہین اور اسیطرح
سے جو لوگ اس زمانہ مین شعر کہتے ہین وہ اسمین اشعار عرب کے اقتدا کرتے ہین اور
اونکے اوزان اور قوافی اور اسالیب قصاید کو اختیار کرتے ہین یا اشعار عجم کی پیروی
کرتے ہین پس وہ لوگ اسمین بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اگر یہ شاعر اختراع کرنیوالا
ہے انواع غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ کو اور اپنے استعارات اور بدائع
وغیرہا مین ایسے عجیب العجاب لایا کرتا ہے کہ جسکی نظیر سابقین مین نہین پائی جاتی بلکہ
اسکو اپنے اونکے بعض صنائع سے اڑا لیا ہے اور نظیر کو نظیر کے ساتھ اخذ کیا ہے اور ایک شئے
دوسری شئ پر قیاس کر کے ایسے بحر کی اختراع کرنے پر قادر ہو گیا جسمین سابقین نے کچھ کلام نکیا تھا

او اسلوبًا جديدًا كنظم المثنوى والرباعية ورباعة الرديف اعنى كلمة تامة يعيدها في كل بيت بعد القافية يفعل كل ذلك في الشعر العربي فهو بمنزلة المجتهد المطلق وان لم يكن مخترعًا وانما يتبع طرقهم فقط فهو بمنزلة المجتهد في المذهب وهكذا الحال في العلم التفسير والتصوف وغيرهما من العلوم فان قلت ما السبب في ان الاوائل لم يتكلموا في اصول الفقه كثير كلامهم فلما نشا الشافعي رحمه الله تعالى تكلم فيها كلامًا شافيا وافاد واجاد قلت سببه ان الاوائل كان يجمع عند كل واحد منهم احاديث بلده وآثاره ولا يجتمع احاديث البلاد فاذا تعارضت عليه الادلة في احاديث بلده حكم في ذلك التعارض بنوع من ا[illegible] استحسب ما تي[illegible] الد ثم اجتمع في [illegible] الشافعي احاديث البلاد [illegible]ا فوقع التعارض في احاديث البلاد ومختارات فقهاء مرتين

ترجمہ یا ایک ایسے اسلوب جدید کی اختراع کرنے پر قادر ہوا کہ جسکو وے نہ جانتے تھے جیسے نظم مثنوی اور رباعی اور رباعۃ الردیف یعنے کلمہ تامہ ہر بیت مین بعد قافیہ کے اوسکا اعادہ کرتا جاے اور ایسا ہی شعر عربی مین کرے پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق کے ہی اور اگر نئے اسلوب وغیرہ کا اختراع کرنے والا نہین ہے اور فقط اونکے طرق ہی کی پیروی کرتا ہی تو وہ بمنزلہ مجتہد فے المذہب کے ہے اور یہی حال علم تفسیر وتصوف وغیرہ تمامی علوم کا ہی ـ اگر تم کہو کیا سبب ہے کہ اوائل نے اصول فقہ مین بہت کلام نکیا اور جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالے پیدا ہوئے تو اونہون نے اسمین کلام شافی اور مفید اور جید کیا تو کہتا ہون مین کہ پہلے لوگون مین سے ہر شخص کے پاس اسکے شہر کی حدیثین اور آثار مجتمع تھے اور تمامی شہرون کی حدیثین ا[illegible] انہو کی تھین پس جب اونکے شہر کی حدیثون مین دلیلین متعارض ہوتین تو او[illegible] تعارض مین اپنی ایک طرح کی فراست سے جو اونکے لیے خدا کی طرف سے میسر تھی حکم کرتے تھے پھر امام شافعی رحمہ کے زمانے مین تمام شہرون کی حدیثین جب مجتمع ہوگئین تو تمامی شہر کی حدیثون اور مختارات فقہاء مین دوبارہ تعارض واقع ہوا

مرة فيما بين احاديث بلدين واحاديث بلد آخر ومرة في احاديث بلد واحد فيما بينها واختار كل رجل لنفسه فيما اراه من الفراسة فانسد الخرق وكثر الشعب وهجم على الناس من كل جانب من الاختلاف ما لم يكن بحسابهم فتحيروا وبقوا مدهوشين لا يستطيعون سبيلاً حتى جاءتهم تائيد من ربهم فالهم الشافعي قواعد جمع بها بين المختلفات وفتح لمن بعده بابا اي باب في القرن المجتهد المطلق المنتسب في مذهب الامام ابي حنيفة بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جهبذا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا انما كان فيه المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط المجتهد حفظ المبسوط وقل المجتهد المنتسب في مذهب مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب كابي عمر المعروف بابن عبد البر وكالقاضي ابي بكر بن العربي

ترجمہ ایک مرتبہ دو شہر کی حدیثوں میں اور ایک مرتبہ ایک ہی شہر کی حدیثوں میں اور ہر شخص نے اپنی اپنی فراست سے جو مناسب جانا اوسی سے اپنے شیخ کی پیروی کی پس رخنہ کشادہ ہوتا گیا اور اسکی بہت سی شاخیں نمایاں ہوگئیں اور ہر طرف سے لوگون نے اختلاف میں بحساب ہجوم کیا اور لوگ حیران و مدہوش ہوگئے اور نہ طاقت راہ پاسکے یہانتک کہ خدا کی طرف سے اونکی تائید آئی اور امام شافعی رح ان قواعد کے ساتھ الہام کیے گئے پس اونھون نے اس سے درمیان مختلفات کے جمع کیا اور اپنے پچھلون کے لیے دروازہ اور عجیب طرح کا دروازہ کھولدیا۔ اور مجتہد مطلق منتسب امام ابو حنیفہ کے مذہب میں تیسری صدی کے بعد منقطع ہوگئی اور اسکی یہ وجہ ہے کہ مجتہد مطلق منتسب وہی شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا محدث ہوا کرتا ہے اور ان لوگوں کا اشتغال علم حدیث کے ساتھ ہمیشہ کم رہا اسلیے ان لوگون میں مجتہد فی المذہب ہوا کیے اور یہی اجتہاد مراد لیا ہے جس شخص نے یہ کہا کہ ادنے شرط مجتہد کی مبسوط کا حفظ کرنا ہے اور امام مالک کے مذہب میں مجتہد منتسب بہت کم ہوئے اور ان میں جو لوگ اس مرتبہ کو پہنچے تو اونکے تفردات مذہب میں کوئی وجہ شمار نہیں کیے جاتے جیسے کہ ابی عمر المعروف بابن عبد البر اور قاضی ابی بکر ابن العربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض فى المائة التاسعة واضمحل المذهب فى اكثر البلاد الا اناس قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعى كما منزلة مذهب ابى يوسف ومحمد من مذهب ابى حنيفة الا ان مذهبه لم يجمع فى التدوين مع مذهب الشافعى كما دون مذهبهما مع مذهب ابى حنيفة فلذلك لم يعدا مذهبا واحدا فيما ارى والله اعلم وليس تدوينهم مع مذهبه غيرا على من تلقاها على وجهها واما مذهب الشافعى فاكثر المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا فى المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واشدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص الامام واشدها تميزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى على من مارس المذهب واشتغل بها

ترجمہ اور لیکن امام احمد کا مذہب پس یہ ہمیشہ سے کم رہا اور اوس میں طبقہ مجتہد ہوا کیے یہانتک کہ نوین صدی تک سب ختم ہو گئے اور اونکا مذہب اکثر شہروں مین مضمحل ہو گیا اور بہت تھوڑے آدمی مصر اور بغداد مین ہین اور منزلت مذہب احمد کے مذہب شافعی سے ایسے ہی جیسے کہ مذہب ابی یوسف اور محمد کے مذہب ابحنیفہ رح سے ہی لیکن مذہب اونکا تدوین مین شافعی کے مذہب کے ساتھ جمع نہوا جیسا کہ اون دونون کا مذہب ابحنیفہ کے مذہب کے ساتھ مجتمع ہوا اور اسلیے ہماری سمجھ مین وہ دو مذہب شمار کیے گئے واللہ اعلم اور جو انکی مذہب کو بخوبی جانتا ہے اوسکے نزدیک اونکی تدوین سے اونکا مذہب غیر نہین معلوم ہوتا اور امام شافعی کے مذہب مین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور متکلم اور قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح بہت ہین اور انکا مذہب بڑا اسناد مین بہت مضبوط ہے اور روایت مین قوی اور اپنے امام کے نصوص کے یاد رکھنے مین بڑا منضبط اور اقوال امام اور وجوہ اصحاب مین بڑا تمیز کرنیوالا اور بعض اقوال اور بعض وجوہ کی ترجیح مین بڑا کوشان ہے چنانچہ یہ سب اوس شخص پر کہ جو مذہب مین ممارست رکھتا ہے اور اونکے ساتھ مشتغل ہے پوشیدہ نہین ہے

وکان اوائل اصحابه مجتهدین بالاجتهاد المطلق لیس فیهم من یقلده فی جمیع
مجتهداته حتی نشأ ابن سریج فاسس قواعد التقلید والتخریج ثم جاء اصحابه
یمشون فی سبیله وینسجون علی منواله ولذلک یعد من المجددین علی رأس
المائتین والله اعلم ولا یخفی علیک ایضاً ان مادة مذهب الشافعی من الاحادیث
والاثار مدونة مشهورة مخدومة ما لم یتفق مثل ذلک فی مذهب غیره فمن جملتها
کتاب الموطا وذلک وان کان متقدما علی الشافعی فان الشافعی بنی علیه
مذهبه وصحیح البخاری وصحیح مسلم وکتب ابی داود والترمذی وابن ماجه والدارمی
ثم مسند الشافعی وسنن النسائی وسنن الدارقطنی وسنن البیهقی وشرح السنة
للبغوی اما البخاری فانه وان کان منتسبا الی الشافعی موافقا له فی کثیر من الفقه
فقد خالفه ایضاً فی کثیر ولذلک لا یعد ما تفرد به من مذهب الشافعی

ترجمہ اور امام شافعی کے اوائل اصحاب اجتہاد مطلق کے مجتہد تھے اونمین کوئی ایسا
نتہا جو اونکے جمیع مجتہدات مین اونکی تقلید کرتا یہانتک کہ ابن سریج ظاہر ہوئے پس اونہون
نے تقلید اور تخریج کے قواعد کی بنا ڈالی پھر اونکے اصحاب آئے اور اوسی راہ مین چلے
اور وہی کاروبار کرنے لگے اسلیے وہ دوسری صدی کے مجددین شمار کیے گئے واللہ
اعلم اور او ... یہ بھی پوشیدہ نہین ہے کہ شافعی رح کے مذہب کا مادہ احادیث اور آثار
مدونہ مشہورہ مخدومہ سے ہے اور ایسا اتفاق انکے غیر کے مذہب مین نہوا
پس مادہ مذہب امام شافعی سے کتاب موطا ہے اور چونکہ وہ امام شافعی سے متقدم
ہے اسلیے امام شافعی نے اپنے مذہب کی بنا اوسپر رکھی اور صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور کتاب ابی داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی
اور سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور شرح السنہ بغوی بھی
اونکے مواد مذہب سے ہے لیکن بخاری ... اگرچہ وہ امام شافعی کیطرف
منتسب اور فقہ مین اونکے بہت موافق ہین تو بھی بہت باتون مین اونکی مخالفت
کی ہے اسلیے جن باتون مین وہ متفرد ہین وہ امام شافعی کے مذہب سے نہین شمار کیا جاتا ہے

واما ابوداود والترمذی فهما مجتهدان منتسبان الی احمد واسحق وکذلک ابن ماجة
والدارمی فیما نری والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم جامع مسند الشافعی
والذین ذکرناهم بعده فهم منفردون لمذهب الشافعی یناضلون دونه واذا حفظت
بما ذکرنا یتضح عندک ان من عاد بمذهب الشافعی یکون محروما عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم [illegible] یث قد ابی الذین اصح لمن [illegible] علی الشافعی
واصحابه ولکن طفیلهم علی ادب ولا اری شافعیا سوء الادب باب
حکایة ما حدث فی الناس بعد مائة الرابعة بعد هذه القرون کان
ناس آخرون ذهبوا یمینا وشمالا وحدث فیهم امور منها الجدل
والخلاف فی علم الفقه [illegible] علی ما ذکره الغزالی انه لما انقرض
عهد الخلفاء الراشدین المهدیین افضت الخلافة الی قوم
تولوها بغیر استحقاق ولا استقلال بعلم الفتاوی والاحکام

ترجمہ اور لیکن ابوداؤد اور ترمذی تو وہ دونون مجتہد احمد اور اسحق کیطرف منتسب ہین
اور ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی کو بھی ہم سمجھتے ہین لیکن مسلم اور ابو العباس الاصم جامع
مسند شافعی رح اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے اونکے بعد کیا ہو وہ لوگ مذہب شافعی مین منفرد
اور علم درجے کے ہین اور جو ہمنے ذکر کیا ہو اوس پر جب تو خبردار ہوگا تو تجھپر واضح ہوجائیگا کہ
بیشک جو شخص امام شافعی کے مذہب سے عداوت رکھیگا وہ منصب اجتہاد مطلق سے محروم
رہیگا اور خوف [illegible] شافعی اور اونکے اصحاب کا طفیلی [illegible] ہر علم حدیث کو اونکی نسبت صحت
سے انکار ہو پس ادب سے اونکا طفیلی ہو کیونکہ ہم کسی شافعی کو بے ادب نہین دیکھتے
باب حکایت اون امور کے جو لوگون مین چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئین
اس زمانے کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو دہنے بائین جانے لگے اور اونمین بہت سی امر
حادث ہوئے بعض اونمین سے علم فقہ مین جدل اور خلاف ہی اور تفصیل اوسکی جیسا بیان
امام غزالی نے کیا یہ ہو کہ جب خلفاء راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو خلافت ایسے لوگونکی
طرف پہنچی جو اسکا استحقاق اور علم اور احکام کے ساتھ استقلال نہ رکھتے تھے

باب [illegible] بعد المائة الرابعة

باب حکایت اون امور کے جو لوگون مین چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئین

فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم فى جميع احوالهم وقد كان بقى من العلماء من هو مستمر على الطراز الاول وملازم صفاء الدين فكانوا اذا طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء بعد ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا اعزة بالاعراض عن السلاطين واذلة بالاقبال عليهم الا من وفقه الله تعالى وقد كان من قبلهم قد صنف ناس فى علم الكلام واكثروا القال والقيل والايراد والجواب وتمهيد طريق الجدال وقد ذلك منهم بموقع من قبل ان كان من الصدور والملوك من مالت نفسه الى المناظرة فى الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعى وابى حنيفة فترك الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على المسائل الخلافية بين الشافعى وابى حنيفة رحمهما الله على الخصوص وتساهلوا فى الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل وغيرهم

ترجمہ پس وہ لوگ فقہا سے مدد لینے اور اونکو ہر حال مین ساتھ لیے رہنے مین لاچار ہوگئے اور اوس وقت مین بعض بعض ایسے علما بھی باقی رہ گئے تھے جو طرز اول پر برابر چلے جاتے تھے اور دین صفا کے ملازم تھے پس وہ لوگ جب طلب کیے گئے تو بھاگے اور اعراض کیا پس اوس زمانہ کے لوگون نے علما اونکا یہ اعراض اور بادشاہونکی اونپر یہ توجہ دیکھکر علم کو عزت اور جاہ کا سبب سمجھکر اوسکو ڈھونڈھنے لگے پس فقہا بعد اسکے کہ مطلوب تھے طالب ہوگئے اور بعد اسکے کہ سلاطین سے اعراض کرنے کے سبب عزیز تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوگئے مگر جنلوگونکو اللہ تعالے نے توفیق دی بچگئے اور انکے پہلے چند لوگون نے علم کلام مین کتابین تصنیف کی تہین اور اوسمین بہت قال وقیل اور ایراد اور جواب اور طرق جدل کی تمہید کی تہی اور یہ کام اونکے پہلوؤن کے موقع مین صدور اور ملوک مین کوئی ایسا تہا جسکا نفس فقہ مین مناظرہ کرنے اور مذہب شافعی اور ابوحنیفہ کی اولیت کے بیان کی طرف مائل ہو پس لوگون نے کلام اور فنون علم کو چھوڑ دیا اور علی الخصوص اون مسائل خلافیہ مین جو درمیان شافعی اور ابوحنیفہ کے ہین متوجہ ہوگئے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل وغیرہم مین جو خلاف ہین اوسکی کچھ پروا

وزعموا ان غرضهم استنباط دقائق الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد اصول الفتاوى واكثروا فيها التصانيف في الاستنباطات وتبدوا فيها انواع المجادلات والتصنيفات وهم مستمرون عليه الى الآن لسنا ندري ما الذي قدر الله تعالى فيما بعدها من الاعصار انتهى حاصله واعلم اني وجدت اكثرهم يزعمون ان بناء الخلاف بين ابي حنيفة والشافعي رحمهما الله على هذه الاصول المذكورة في كتاب البزدوي ونحوه وانما الحق ان اكثرها اصول مخرجة على قولهم وعندي ان المسئلة القائلة بان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وان الزيادة نسخ وان العام قطعي كالخاص وان لا ترجيح بكثرة الرواة وانه لا يجب العمل بحديث غير الفقيه اذا انسد باب الرأي ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر هو الوجوب البتة وامثال ذلك اصول مخرجة على كلام الائمة وانها لا تصح بها رواية عن ابي حنيفة وصاحبيه وانه ليست المحافظة عليها

ترجمہ اور اونھوں نے یہ خیال کیا کہ غرض اونکی استنباط دقایق شرع اور تقریر علل مذہب اور تمہید اصول فتاوی ہے اور بہت اور استنباطات مین اونہوں نے بہت تصنیفیں کین اور بہت انواع مجادلات اور تصنیفات کی ترتیب کے اور وہ لوگ اوسپر برابر اسی حالت پر ہین اور ہم نہین جانتے کہ ہمارے پیچھے کے زمانوں مین اللہ تعالی نے اونکے لیے کیا مقدر کیا ہے تمام ہوا حاصل کلام غزالی کا اور جانتو مین نے اکثرون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بناء خلاف ابی حنیفہ اور شافعی رحمہما اللہ کے انہین اصول پر ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ اکثر انہین سے اونکے قول پر اصول مخرجہ ہین اور ہمارے نزدیک مسئلے جو کہے جاتے ہین کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان لاحق نہین ہوتا اور زیادت نسخ ہے اور عام خاص کے مانند قطعی ہے اور کثرت رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی اور جب رای کا دروازہ بند ہو جاے تو غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور مفہوم شرط اور وصف کا کچھ اعتبار نہین اور موجب امر کا یقینا وجوب ہے اور اسکے مانند سب اصول اماموں کے کلام سے نکالے گئے ہین انکی روایت ابی حنیفہ اور صاحبین سے بطور صحیح نہین ثابت ہو سکتی اور اسپر محافظت بھی نہین کی گئی

والتكلف في جواب ما يرد عليها من صنائع الاوائل المتقدمين في استنباطهم
كما فعله البزدوي وغيره واحق من المحافظة على خلافها والجواب عما يرد عليه مثاله انهم
اصلوا ان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وخرجوه من صنيع الاوائل في قوله تعالى
واسجدوا واركعوا وقوله صلى الله عليه وسلم لا تجزئ صلوة الرجل حتى يقيم ظهره
في الركوع والسجود حيث لم يقولوا بفرضية الاطمينان ولم يجعلوا الحديث
بيانا للاية فورد عليهم صنيعهم في قوله تعالى وامسحوا برؤسكم ومسحه صلى الله
عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوه بيانا وقوله تعالى الزانية والزاني فاجلدوا
الاية وقوله تعالى السارق والسارقة فاقطعوا الاية وقوله تعالى حتى تنكح زوجا
غيره وما لحقه من البيان بعد ذلك فتكلفوا الجواب كما هو مذكور في كتبهم وانهم
اصلوا ان العام قطعي كالخاص وخرجوه من صنيع الاوائل في قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر
من القرآن وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلوه مخصصا
ترجمہ اور تکلف کرنا اوسکے جواب مین کہ وارد ہوا ہے اوسپر صنائع اوائل متقدمین سے اونکے استنباط
مین جیسا کہ بزدوی وغیرہ نے کیا ہے لائق ہے اوسکے خلاف پر محافظت کرنی اور اوسکے اعتراضات کے
جواب سے مثال اوسکے یہ ہے کہ اون لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان
لاحق نہین ہوتا اور اسکو اون لوگون نے صنیع اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول واسجدوا
واركعوا مین اور پیغمبر صلعم کے قول لا تجزي صلواة الرجل الخ مین ہے چنانچہ وہ لوگ فرضیت
اطمینان کے قائل ہوئے اور آیت کو حدیث کا بیان نہ قرار دیا پس وارد ہوا اونکے عمل سے جو وارد ہوا ہے
خداوند تعالی کے اس قول مین وامسحوا برؤسکم اور پیغمبر صلعم کے اپنی پیشانی پر مسح کرنے کو اونلوگون نے
اسکا بیان قرار دیا ہے اور قول خداوند تعالی کا الزانية والزاني فاجلدوا الآية اور السارق والسارقة
فاقطعوا الآية اور حتى تنكح زوجا غيره اور وہ جنکو بعد اسکے بیان لاحق ہوا پس لوگون نے اسکے جواب مین
تکلف کیا جیسا کہ یہ سب انکی کتابون مین مذکور ہے اور اون لوگون نے یہ اصل قائم کی کہ عام خاص کے
مانند قطعی ہے اور اسکو عمل اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول فاقرؤا ما تيسر من القرآن اور
پیغمبر صلعم کے قول لا صلوة الا بفاتحة الكتاب مین ہے چنانچہ اون لوگون نے اسکو اسکا مخصص نہ ٹھہرایا

وفی قوله صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت العیون العشر الحدیث وقوله صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة حیث لم یخصوه وغیر ذلک من المراد ثم ورد علیهم قوله تعالی فما استیسر من الهدی وانما هو الشاة فما فوقها ببیان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتکلفوا فی الجواب وکذلک اصلوا ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف وخرجوه من صنیعهم فی قوله تعالی فمن لم یستطع منکم طولا الآیة ثم ورد علیهم من صنائعهم کقوله صلی اللہ علیہ وآله وسلم فی الابل السائمة زکوة فتکلفوا فی الجواب واصلوا انه لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیه اذا انسد به باب الرای وخرجوه من صنیعهم فی ترک حدیث المصراة ثم ورد علیهم حدیث القهقهة وحدیث عدم فساد الصوم بالاکل ناسیا فتکلفوا فی الجواب وامثال ما ذکرنا کثیر لا یخفی علی المتتبع

ترجمہ اور قول میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے فیما سقت العیون العشر الحدیث اور قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فی ما دون خمسة اوسق صدقة میں ہی چنانچہ اونلوگون نے اوسکو اوسکا مخصص نہ قرار دیا اور مانند اسکے اور بہت سی مرادین ہین پھر اونلوگون پر وارد ہوا قول اللہ تعالی کا فما استیسر من الہدی اور سواے اسکے نہین ہی کہ وہ ایک بکری ہی یا اس سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے پس لوگون نے اسکے جواب مین تکلف کیا اور ایسا ہی اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ مفہوم شرط کا کچھ اعتبار نہین اور اسکو اون لوگون نے اونکے عمل سے نکالا جو اللہ تعالے کے قول فمن لم یستطع منکم طولا الآیہ مین ہی پھر وارد ہوے اونپر بہت سے اعتراضات اونکو صنائع سے مانند قول پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ابل سائمہ مین زکوۃ ہی پس لوگون نے اسکو جواب مین تکلف کیا اور اسی طرح سے اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ جب رای کا دروازہ بند ہوجاے تب غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور اسکو اونلوگون نے حدیث مصراۃ کے ترک کرنیکے تعامل سے نکالا پھر اونپر حدیث قہقہہ اور بھولکر کہانے سے روزہ کے نہ فاسد ہونیکے وارد ہوئی تب اون لوگون نے جواب مین تکلف کیا اور مثل اسکے کہ ہمنے ذکر کیا ہی بہت ہین اور تلاش

ومن لم يتبحر لا تكفيه الاطالة فضلا عن الاشارة ويكفيك دليلا على
هذا قول المحققين في مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر بالضبط
والعدالة دون الفقه اذا انسد باب الرأي كحديث المصراة ان هذا مذهب
عيسى بن ابان واختاره كثير من المتاخرين وذهب الكرخي وتبعه كثير من العلماء
الى عدم اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على القياس قالوا لم ينقل هذا القول عن
اصحابنا بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر
ابي هريرة في الصائم اذا اكل او شرب ناسيا وان كان مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة لولا الرواية لقلت
بالقياس ويرشدك ايضا اختلافهم في كثير من التخريجات اخذا من صنيعهم ورد بعضهم على
بعض ويحسب بعضهم ان جميع ما يوجد في هذه الشروح الطويلة وكتب الفتاوى الضخمة فهو
قول ابي حنيفة وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج وبين ما هو قول في الحقيقة

ترجمہ اور جو شخص نہیں تلاش کرتا ہے اوسکے لیے طول دینا بھی کافی نہیں ہے چہ جائیکہ اشارہ کر
اور اسکی دلیل کے لیے محققین کا یہ قول اس مسئلے میں کافی ہے کہ واجب نہیں ہے عمل اوس شخص
کی حدیث پر جو ضبط اور عدالت کے ساتھ مشہور ہو سوا فقیہ کے جب دروازہ رای کا بند ہو جیسا مانند
حدیث مصرات کے یہ مذہب عیسی بن ابان کا ہے اور اسکو بہت سے متاخرین نے اختیار کیا ہے اور
کرخی بھی اسیطرف گئے ہیں اور بہت سے علماء نے انکی پیروی کی ہے یعنے عدم اشتراط فقہ راوی کیو
واسطے مقدم ہونے خبر کے اوپر قیاس کے اور کہا اونلوگون نے کہ نہ نقل کیا گیا ہے یہ قول ہمارے اصحاب
سے بلکہ اونسے یہ منقول ہے کہ خبر واحد مقدم ہے قیاس پر کیا تم نہیں دیکھتے کہ اونلوگون نے ابی ہریرہ کی خبر پر
عمل کیا روزہ دار کے بیان میں جسنے بھولے سے کہایا پیا یا ایسا عمل کیا ہے اگرچہ قیاس کے مخالف ہے یہانتک
کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر روایت نہوتی تو میں قیاس سے کہتا اور تیری رہنمائی اونکے اس اختلاف
بھی ہو سکتی ہے جو بہت سے تخریجات میں اونکے تعامل سے لیکر اور اونکی باہم خود ہا کی تردید سے واقع
ہوا ہے اور اونمیں سے بعض بعض کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ لمبی لمبی شرحیں اور ضخیم
فتاوی کی کتابیں جو پائی جاتی ہیں سب ابو حنیفہ اور اونکے دونوں صاحبوں کے قول ہیں حالانکہ
یہ لوگ اوس قول کو درمیان نہیں جدا کرتے جو اونکے قول سے نکالے گئے ہیں اور جو حقیقت میں اونکا قول ہے

ولا يحصل معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا ولا يميز بين قولهم قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب المسئلة على قول ابي حنيفة كذا ولا يسمع الى ما قال المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن النجيم في مسئلة العشر في العشر ومسئلة اشتراط البعد من الماء ميلا في التيمم وامثالها ان ذلك من تخريجات الاصحاب وليس مذهبا في الحقيقة ووجدت بعضهم يزعم ان بناء المذهب على هذه المحاورة الجدلية المذكورة في مبسوط السرخسي والهداية والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس عليها بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتاخرون توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير ذلك والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك يحل كثيرا منها مما مهدناه في هذا الكتاب

ترجمہ اور اونکے قول علی تخریج الکرخی کذا و علی تخریج الطحاوی کذا کے معنی نہین بوجتے اور درمیان اونکے قول قال ابو حنیفہ کذا اور درمیان اونکے قول جواب المسئلہ علی قول ابی حنیفہ کذا مین کچھہ تمیز نہین کرتے اور چاہیے کہ نہ کان لگایا جاے اوسکی طرف جسکو محققین حنفیین مثل ابن الہمام اور ابن النجیم نے مسئلہ دہ دردہ مین اور تیمم مین ایک میل پانی دور ہونے کی شرط مین اور انکے مانند اور مسئلون مین کہا ہے کہ یہ سب تخریجات اصحاب سے ہے اور حقیقت مین کوئی مذہب کی بات نہین اور ہمنے بعضون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بنا مذہب کی انھین محاورات جدلیہ پر ہے جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین وغیرہ مین مذکور ہے اور یہ نہین جانتے کہ پہلے پہل اسکو ان لوگون مین معتزلہ نے ظاہر کیا اور اسپر اونکے مذہب کی بنا نہین ہے اسکے بعد متاخرین نے ازراہ کشادگی کے اور طالبین کے ذہن تیز کرنے کے لیے یا ایسی اور مصلحتون کی غرض سے اسکو پسند کیا واللہ اعلم اور یہ شبہات اور شکوک بہت سے اون مضامین کو جنکو ہمنے اس کتاب مین تمہیدا بیان کیا ہے حل کرتے ہین ۰ +

ووجدت بعضهم يزعم ان هنا فرقتين لا ثالث لهما الظاهرية واهل الرای وان كل من قاس واستنبط فهو من اهل الرای كلا والله بل ليس المراد بالرأی نفس الفهم والعقل بان ذلك لا ينفك من احد من العلماء ولا الرای الذی لا يعتمد على سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة على الاستنباط والقياس فان احمد واسحق بل الشافعی ايضا ليسوا من اهل الرای بالاتفاق وهم يستنبطون ويقيسون بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد المسائل المجمع عليها بين المسلمين او بين جمهورهم الى التخريج على اصل رجل من المتقدمين وكان اكثر امرهم حمل النظير على النظير والرد الى اصل من الاصول دون تتبع الاحاديث والآثار والظاهری من لا يقول بالقياس ولا بآثار الصحابة والتابعين كداود وابن حزم وبينهما المحققون من اهل السنة كاحمد واسحق

ترجمہ اور بعضون کو مین نے پایا کہ وہ خیال کرتے ہین کہ یہان دو ہی فرقے ہین انکے سوا کوئی تیسرا نہین ظاہریہ اور اہل رای اور جو قیاس اور استنباط کرے وہ اہل رائے سے ہے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہین بلکہ رائے سے نفس فہم اور عقل مراد نہین ہے کیونکہ یہ کسی عالم سے جدا نہین اور نہ وہ را[ئے] ہے کہ جسکا کسی سُنت پر اصلا اعتماد نہو کیونکہ اسکو کوئی مسلمان اختیار نہین کرسکتا اور نہ قدرت اوپر قیاس اور استنباط کے مراد ہے کیونکہ احمد اور اسحٰق رحمہما اللہ تعالےٰ بلکہ شافعی رح بھی بالاتفاق اہل رای سے نہین ہین حالانکہ یہ لوگ بھی استنباط اور قیاس کرتے تھے بلکہ مراد اہل رای سے وہ قوم ہے جنہے مسلمانون یا اونکے جمہور کے درمیان مسائل کے مجتمع ہوجانے اور اون سب لوگون کے اوپر اجماع کرنے کے بعد متقدمین سے ایک شخص کی اصل پر تخریج کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اکثر شان اونکی نظیر کو نظیر پر حمل کرنا اور اصلون مین سے کسی اصل کیطرف رد کرنا تھا نہ احادیث اور آثار کا تلاش کرنا اور ظاہری وہ ہے جو قیاس کا قائل ہے اور نہ آثار صحابہ اور تابعین کا مثل داود و ابن حزم کے اور درمیان مین محققین اہل سنت ہین مثل احمد اور اسحٰق کے

ظاہری و اہل الرای

تعریف اہل الرای

ظاہری محققین

ومنها انهم اطمأنوا بالتقليد ودب التقليد فی صدورهم دبيب النمل وهم
لا يشعرون وكان سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم فيما بينهم فانهم لما
وقعت فيهم المزاحمة فی الفتوى كان كل من افتى بشیٔ نوقض فی فتواه ورد
عليه فلم ينقطع الكلام الا بالمصير الى تصريح رجل من المتقدمين فی المسئلة
وايضا جور القضاة فان القضاة لما جار اكثرهم ولم يكونوا امناء لم يقبل
منهم الا ما لا يريب العامة فيه ويكون شيئا قد قيل من قبل وايضا
جهل رؤس الناس واستفتاء من لا علم له بالحديث ولا بطريق التخريج
كما ترى ذلك ظاهرا فی اكثر المتاخرين وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفی
ذلك الوقت يسمى غير المجتهد فقيها وفی ذلك الوقت يلبسوا على التعصب

ترجمہ ۸ اور بعض اونمین سے یہ ہے کہ اونمین سے بعض تقلید کر کے مطمئن ہو گئی اور تقلید
اونکے دلون مین چیونٹی کی طرح ایسے طور سے گھس گئی کہ اونکو کچھ خبر نہوئی اور اسکی وجہ فقہا اونکی
ایک دوسرے کی مزاحمت اور آپس کی لڑائی تھی کیونکہ اون لوگون کے فتوون مین جب
مزاحمت ہوتی تو ہر شخص جو فتوای دیتی ہوتا اوسکے فتوون مین نقص کیا جاتا اور اوسکی تردید
کی جاتی پس یہ کلام نہ منقطع ہوتا مگر اوس مسئلے مین متقدمین مین سے کسی شخص کی تصریح
کی طرف رجوع ہونے سے اور اسکا ایک سبب قاضیون کا ظلم ہے کیونکہ جب اکثر
قاضیون نے ظلم کیا اور لوگ مامون نہ رہے تو اونسے نہ قبول کیا جاتا مگر وہی امر جسمین
عام لوگ شک نکرتے اور اوسکے پہلے بہی اوسمین کچھ کہا گیا ہوتا اور ایک سبب اسکا
سرداروں کا جہل اور اون لوگون کا فتوے دینا بہی ہے جنکو علم حدیث اور طریق
تخریج کا کچھ بہی علم نتہا جیسا کہ تم اسکو ظاہر اکثر متاخرین مین دیکھتے ہو اور ابن ہمام
وغیرہ نے اسپر خوب ہی تنبیہ کی ہے اور اسوقت مین غیر مجتہد کا نام فقیہ رکھا گیا
اور اسیوقت مین لوگ تعصب سے مخلوط ہو گئے ۔

والحق ان اكثر صور الخلاف بين الفقهاء لا سيما في المسائل التي ظهر فيها اقوال الصحابة في الجانبين كتكبيرات التشريق وتكبيرات العيدين ونكاح المحرم وتشهد ابن عباس وابن مسعود والاخفاء بالبسملة وبآمين والاشفاع والايتار في الاقامة ونحو ذلك انما هو في ترجيح احد القولين وكان السلف لا يختلفون في اصل المشروعية وانما كان خلافهم في اولى الامرين ونظيره اختلاف القراء في وجوه القراءات وقد عللوا كثيرا من هذا الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على الهدى ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوى المفتين في المسائل الاجتهادية ويسلمون قضاء القضاة ويعملون في بعض الاحيان بخلاف مذهبهم ولذا لا ترى الائمة المذاهب في هذا المواضع الا وهو يصححوا القول ويثبتون الخلاف يقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار وهذا احب الي ويقول ما بلغنا الا ذلك وهذا كثير في المبسوط وآثار محمد وكلام الشافعي

ترجمہ اور حق بات یہ ہے کہ اکثر صورتین خلاف کی جو درمیان فقہا کے واقع ہین تا اون مسائل مین جنمین اقوال صحابہؓ ظاہر ہین وہ دونون جانب ہین جیسے تکبیرات تشریق اور تکبیرات عیدین اور نکاح محرم اور تشہد ابن عباس اور ابن مسعودؓ اور بسم اللہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا اور اقامت کو جفت اور طاق کہنا وغیرہ سوا اسکے نہین کہ انمین خلاف دو قولون مین سے ایک قول کی ترجیح مین ہی اور سلف اسکی اصل شرعیت مین مختلف نتھی اور سوا اسکے نہین کہ انکا خلاف اولیٰ دو امرون مین سے پہلے امر مین تھا اور اسکے نظیر قاریون کا اختلاف وجوہ قرآت مین ہے اور بہتون نے اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ صحابہؓ مختلف تھے اور وہ سب ہدایت پر تھے اور اسلیے برابر علما مفتیون کے فتوون کو مسائل اجتہادیہ مین جائز رکھتے رہے اور قاضیون کے فیصلے تسلیم کرتے اور بعض وقت اپنے مذہب کے خلاف عمل کرتے رہے اور اسلیے تم نہین دیکھتے ہو ائمہ مذاہب کو ایسے مقام پر مگر یہی کہ وہ تصحیح ہی کرتے ہین قولونکی اور ثابت کرتے ہین خلاف کو کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ یہ احوط ہے اور یہ مختار ہے اور یہ میرے نزدیک محبوب تر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ہمکو کچھ نہین پہونچا مگر یہی اور یہ مبسوط اور آثار محمد اور کلام شافعی رحمہما اللہ مین بہت ہے۔

ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم فقرروا الخلاف وثبتوا على مختار
أئمتهم والذي يروى من السلف من تأكيد الأخذ بمذهب أصحابهم وأن لا يخرج
منها بحال فإن ذلك إما لأمر جبلي فإن كل إنسان يحب ما هو مختار أصحابه وقومه
حتى في الزي والمطاعم أو لصولة ناشئة من ملاحظة الدليل أو لنحو ذلك من الأسباب
فظن البعض تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرأها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا
يجهر بها ومنهم من كان يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من
الحجامة والرعاف والقيء ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس
الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما
مسته النار ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من أكل لحم الإبل
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض

ترجمہ: پھر انکے بعد ایسے لوگ آئے جنھوں نے قوم کے کلام کو مختصر کیا اور خلاف کو ثابت رکھا
اور اپنے اماموں کی مختارات پر اور اسپر جو سلف سے اپنے اصحاب کے مذاہب کی تاکید میں روایت کیا گیا تھا اور
اور حصر ہے اور اس سے کسی حال میں وہ خارج نہ ہوگے کیونکہ یہ امر ایک خلقی ہے کہ ہر انسان اپنے اصحاب اور قوم کی مختار چیز کو
یہانتک کہ روش اور کھانے پینے کی چیزوں میں بھی پسند کرتا اور دوست رکھتا ہے اور تقلید کے سببوں میں سے
ایک سبب دبدبہ ہے کہ جو ملاحظہ دلیل سے پیدا ہوا ہے اور ایسکے مانند بہت سے اسباب ہیں پس بعضوں نے اسکو
تعصب دینی خیال کیا حالانکہ یہ اونسے بہت دور ہے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین میں وہ لوگ تھے جو
بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض اونمیں وہ لوگ تھے جو اسکو نہ پڑھتے تھے اور بعض اونمیں وہ تھے جو اسکو زور سے پڑھتے تھے
اور بعض اونمیں وہ تھے جو زور سے نہ پڑھتے تھے اور بعض فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور بعض اسمیں قنوت نہ پڑھتے تھے
اور بعض حجامت اور رعاف اور قے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نکرتے تھے اور بعض ذکر
کے چھونے سے اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ چھونے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے
وضو نہ کرتے تھے اور بعض شتر کے گوشت کھانے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ
کرتے تھے اور باوجود اسکے بھی بعض اونکے بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

فقيل كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية
وغيرهم وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا وصلى الرشيد اماما وقد احتجم
فصلى الامام ابو يوسف خلفه ولم يعد وكان افتاه الامام مالك بانه لا وضوء عليه
وكان الامام احمد بن حنبل يرى الوضوء من الرعاف والحجامة فقيل له فان كان
الامام الحجامة قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه فقال كيف لا اصلي خلف
الامام المالك وسعيد بن المسيب وروي ان ابا يوسف ومحمدا كانا يكبران في العيد
تكبير ابن عباس لان هارون الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي الصبح
قريبا من المقبرة ابي حنيفة فلم يقنت تادبا معه وقال ايضا ربما انحدرنا الى مذهب اهل
العراق وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد ما ذكرنا منه سابقا وفي البزازية عن الامام الثاني
وهو ابو يوسف انه صلى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة
ميتة في بئر الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا

ترجمہ پھر مثل اوسکے کہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور شافعی وغیرہ مدینے کے مالکی وغیرہ اماموں کے
پیچھے نماز پڑھتے ہین اگرچہ وہ لوگ بسم اللہ کو نہ چپکے پڑھتے ہین اور نہ ظاہر پڑھتے ہین اور رشید نے پچھنے لگا کر نماز
پڑھائی اور ابی یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑھی اور نہ دوہرائی اور امام مالک نے اسکو فتوی دیا تھا کہ تمپر وضو نہین
اور امام احمد بن حنبل رح رعاف اور حجامت سے وضو تجویز کرتے تھے پس اونسے کسی نے کہا کہ اگر امام نے پچھنے
لگائے اور اوس سے خون نکلا اور اوسنے وضو نکیا تو کیا تم اوسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو تو امام احمد نے جواب دیا
کہ مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے ہین کیونکر نماز نہ پڑھونگا اور مروی ہی کہ ابو یوسف اور محمد عیدین مین ابن
عباس کی تکبیر کہا کرتے تھے کیونکہ ہارون رشید اپنے دادا کی تکبیر دوست رکھتا تھا اور امام شافعی رح نے
ابو حنیفہ رح کی قبر کے پاس فجر کی نماز پڑھی تو اونسے ادب کر کے قنوت نہ پڑھی اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی ہم اہل عراق
مذہب کی طرف اتر پڑتے ہین اور جسکو ہم نے پہلے بیان کیا ہو اوسکو امام مالک نے منصور اور ہارون رشید سے
کہا تھا اور بزازیہ مین امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونہون نے جمعہ کے روز حمام مین غسل کر کے
لوگونکو نماز پڑھائی اور نماز پڑھکر لوگ چلے گئے تب اونکو اس بات کی خبر دیگئی کہ حمام کے کنوئین مین
ایک مرا ہوا چوہا پایا گیا تو ابی یوسف نے کہا کہ اسوقت اپنے مدینے والے بھائیون کے اوس قول پر عمل

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمق في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم اسماء الرجال ومعرفة مراتب التجريح والتعديل ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع ومنهم من كثر القيل والقال في اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب وتفصى وعرف وقسم فحرر وطول الكلام تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب الى فرض الصور المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها عاقل ويستخرج العمومات والايماءات من كلام المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه عالم ولا جاهل وفتنة هذا الجدل والخلاف والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا في الملك وانتصر كل رجل لصاحبه فكما اعقبت تلك ملكا عضوضا ووقايع صما وعميا فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا وشكوكا ووهما ما لها من الرجاء فنشأت بعدهم قرون على التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدل من الاستنباط

ترجمہ اور انہی میں سے یہ ہے کہ اونمین سے بہت لوگ ہر فن کے تعمقات کیطرف متوجہ ہوے پس اونمین سے بعض لوگون نے یہ خیال کیا کہ وہ علم اسماء رجال اور مراتب تجریح اور تعدیل کی بنیاد کو درست کرتے ہین پھر اوس سے نئی اور پرانی تواریخ کیطرف نکلجاتے ہین اور اونمین سے بعض نوادر اور غرائب اخبار کی کھوج مین پڑے اگرچہ وہ حد موضوع مین داخل ہوجاسے اور اونمین سے بعضون نے اصول فقہ مین بہت ہی قیل و قال کیا اور ہر ایک نے اپنے اصحاب کے لیے قواعد جدلیہ استنباط کیے اور اپنے مخالفین پر ایرادات وارد کرنے مین بہت دور تک چلے گئے اور اونکے اعتراضات کے جواب دیے اور ہر طرح اُنسے گلو خلاصی کی اور نہایت صفائی سے ہر چیز کی تعریف اور تقسیم کی اور کبھی کلام کو بہت طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض اونمین وہ ہین جو ان صور مستبعدہ کے فرض کرنے مین چلے گئے جو اس لائق نہین کہ اونسے کوئی عاقل تعرض کرتا اور مخرجین وغیرہ کے کلام سے ایسے عمومات اور اشارات کو پسند کیا جسکے سننے کو کوئی عالم اور نہ کوئی جاہل پسند کرتا ہے اور اس جدل اور خلاف اور تعمق کا فتنہ اُس پہلے فتنے کے قریب تھا جب لوگ ملک گیری مین جھگڑے اور ہر ایک نے اپنے دوست کی مدد کی پس جیسے اُسکے پیچھے ظالم بادشاہ اور بہرے اندھے واقعے واقع ہوے ایسے ہی اسکے پیچھے ایسے جہل اور اختلاف اور شکوک اور وہم آپڑے جنکے دفع کی امید نہین اور انکے بعد کے زمانے کے

فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق الذي حفظ اقوال الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذها كهذ الاسمار بقوة لحييه لا اقول ذلك كليا مطردا فان لله طائفة من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله في ارضه وان قلوا ولم يات قرن بعد ذلك الا وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمأنوا بترك الخوض في امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه التكلان وهذا اخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة المسماة بالانصاف في بيان اسباب الاختلاف

والحمد لله تعالى اولا واخرا وظاهرا وباطنا

ترجمہ پس فقیہ اسوقت وہی منہ پھٹ ہی جو فقہا اون کے قوی اور ضعیف قولونکو بغیر تمیز کے یاد کرتا اور بکر درازی سے بکے جاتا ہو اور محدث وہ ہی جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرتا ہو اور منہ زوری سے اونکو داستان کے مانند اوڑائے جاتا ہو اور مین اسکو بطور کلی اور عموم کے نہین کہتا کیونکہ اللہ تعالی کے بندون مین سے ایک جماعت کے ایسے لوگ بھی ہین جنکو اونکے مخالفین کچھ ضرر نہ پہونچا سکینگے اور وہی لوگ اللہ تعالی کی زمین مین حجۃ اللہ ہین اگرچہ وہ بہت ہی کم ہین اور اسکے بعد کوئی زمانہ نہ آئیگا مگر اوسکے لوگ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ اور لوگون کے سینون سے امانت کے کھینچے نکالنے والے ہونگے یہانتک کہ امر دین مین خوض کو چھوڑ کر مطمئن ہو بیٹھینگے اور یہ کہینگے کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک طور پر پایا اور ہم اونہین کے پیرو ہین اب اللہ ہی سے اسکی شکایت ہی اور وہی مددگار ہے اور اوسی پر اعتماد اور بھروسا ہے اور یہ آخر اسکا ہے جسکو ہمنے اس رسالہ مین لانے کا ارادہ کیا جسکا نام انصاف فی بیان اسباب الاختلاف ہے اور خدا ہی کی تعریف ہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن مین

واہ وا اسعاف ہی کیا ترجمہ انصاف کا طبع کی تاریخ یونکی ہاتف نے زرقم	تاریخ طبع	صاحب انصاف ہین [illegible] واقعات یادگار صالحان منصفان
کیا چھپا یہ واقعات قدردان فاضلا یہ لکھی تاریخ عشرت نے جبین [illegible]	ایضاً	جو ورق ہی مثل لوح آئینہ شفاف ہی بے عدیل انصاف کا نسخہ [illegible] ہی

الخاتمة من المترجم

تمت الاشباع من ترجمة الانصاف للشیخ المحقق الکامل صدر الافاضل وفخر الاماثل الموئید بتائید الله القوی مولانا المکرم الشاه ولی الله المحدث الدهلوی فی یوم الثامن من شهر ربیع الثانی بعد الاربع وثلثة عشرة مائة من الهجرة من انزلت علیه السبع المثانی علی ید مترجمه العبد المذنب الراجی الی الله محمد المدعو بعبد الله غفر له الله ووفقه بما یحبه و یرضاه واوصله الی غایة ما یتمناه ابن المکرم المجید لشهید محافظ فتح محمد ابن المهاجر الی الله الحاج الشیخ رمضان علی غفر له الله العلی فی مدة اقامته فی بلدة هی فی لقرا البلدان البتة یعنی بها الکلکتة علی حسب اقتراح سمی المکرم ذی الجاه مولوی الحکیم محمد عبد الله الکهنوی صانه الله عن غیابات الغموم المرجو من واهب العطایا والمنن الذی تزول باسمه الخطایا والشجن ان یقبله بعین عنایته و یضعه تحت کنف حمایته وافاد منها الحاجم والطالب والناجح والراغب وقام به عماد الدین وارکان المسلمین سیما الذین وقعوا فی مهالك التقلید وعدموها وسعوا مسالك التحدیث وقدموها وافرطوا فیها بما لا مزید علیه وفرطوا بما هم لدیه انا لله وانا الیه راجعون وانا الی ربنا لمنقلبون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی بما یصلح بدکر شئ عیبتی المرجو من شرح صدا لقهم برياض هذه الترجمة وتبصروا بهذه التبصرة ان وجدوا فیها شیئا من الافراط والتفریط او التحدیش والتخلیط او الاعوجاج فی صنعة الترجمة او الانزعاج فی خدمة هذه التکرمة فیصلحوا عنی ... منی لانی لناس من لناس او لناس علی کانت عندی الانسخة ... من المتن وهی مشحونة بانواع الحشو والخدشة واللحن فکیفما کان حتی الامکان شمر الساق لتحشیته وتصحیحه وتهذیبه وتنقیحه فهذا ان بقی وعوج وخلاف فهو محل عذری وموقع نذری لان النفس لا یکلف الا وسعها وغنمها

لها ما لها وعلیها ما علیها

التماس الحمد لله والمنة که کتاب الانصاف اسم بامسمی مصنفه جناب شاه ولی الله محدث دهلوی مع ترجمه اسعاف مترجمه جناب مولوی محمد عبد الله ساکن ضلع ... طبع هوکر تیار هوگئی اس کتاب میں فی الحقیقت شاه صاحب نے بلا طرفداری کسی فریق کے انصاف کیا هے اور اخبار حضرت رسالت مآب خیر الانام صلی الله علیه وسلم

غلط نامہ کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مع ترجمہ اصاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]		عن یوقتی	عن یوقت اور عنی	〃	〃	اور سے	اور سکے ساتھ	〃	۱۹	[illegible]	[illegible]
۳	۳	لسائل	السائل	〃	۲۲	تخریج	تخریج ہوئے	〃	۲۳	کہ ایک	کہ یہ ایک
۴	حاشیہ سطر	برچھی کے	برچھی اور لوگ	〃	حاشیہ	دانتوں	دانتوں سے [illegible]	۳۱	۲	ذ قس	ذ سس
۶	۱۶	الجسرس	الجسس	۲۲	۷	تیعردہ	متعدد	〃	۷	[illegible]	[illegible]
〃	۲	تجہیر	تجہیر	۲۳	۱۶	مانند	مانند	〃	۱۹	لا بیری امر	لا یہری امر
〃	۹	لعنہ	مسلم	〃	۱۵	جیگروں	جیگروں کو	〃	۲۳	جواب	جواب ست
〃	۱۱	جدا کی کا بیراث	جدا کی میراث	〃	۲۰	بر حکم	[illegible]	۳۲	۱۴	پاس [illegible]	پاس
۷	۵	نم	نم الفم	〃	۲۲	مختار انکو	مختارات کو	۳۴	۷	عنہا	عنہا
〃	۸	التی دار	التی اداء	〃	۲۳	زمین	زمین میں	〃	۲۰	ہر شخص	ہر شہر
〃	〃	فطر الحکم	نظر دا الحکم	〃	حاشیہ	بست بست	بیست بیست	۳۵	۱	دامہ عن	دامعن
〃	۹	ذلک دفع	ذلک وقع	۲۴	۳	تجدید ومای ذکر	تجدید کما ذکرنا	۳۷	۴	خطافہ	خطافہ
۸	۴	دالحرا	دالحوا	〃	۹	احسبہم	احسنہم	〃	۹	اشتہر علیہم	ما اشتہر عنہم
〃	۲	نفرج	نفرح	۲۵	۲۳	تلبیس	تاسیس	۳۸	۸	انابی	اتابی
〃	۹	جبنا	جنبا	۲۶	۱۴	اور اور	اور	۴۲	۲	مشلہ	مشلة
〃	۱۳	ادسلی	ادسکی	〃	حاشیہ	+	یعنے حنفی المذہب	〃	۷	فیہا	فیہ
〃	۱۷	کثرت ہوئی	کثرت ہوئے	۲۷	۱	فیطرق	فیتطرق	۴۳	۹	وادطرقہا	اوطرقہا
۱۲	۱۲	وہ ہو	وہ روایت ہو	〃	۳	ہل	اہل	〃	۲۲	تصریح	تخریج
۱۷	۹	یلسباہ	ینسباہ	〃	۵	نخیر	بخیر	۴۶	۵	[illegible]	تبصرة
۱۸	۱	دعلم	داعلم	〃	۸	التشابہ	القبیل	۴۷	۶	فیا تولکم	فیا تولکم
〃	۷	ناشنجوا	فنسجوا	〃	۲۱	کا اور	کا اور وہ انہیں	۴۹	۱	البعض	لبعض
۱۹	۱۸	زیالی	زیادتی	〃	حاشیہ	امام محمد	امام محمد نے	۵۰	۹	غامة	عامة
〃	۲۲	قول	اقوال	۲۸	۱۳	مستقیہ	مستقطہ	〃	۱۰	البحث	البحث
〃	حاشیہ	رسنے ہو	رسنے ہوئے	۲۹	۴	لم تثبت	ما لم تثبت	۵۱	۱	العرض	یعرض
۲۰	۱۵	کیا	کیا اسکو	〃	۶	الحلیفة	الحنفیة	۵۲	۸	عن ابناء	عن ابناء
〃	حاشیہ	رہتے ہو	رہتے ہوئے	〃	۱۳	زہیر	زہیر سے	۵۴	۲	الشاة	الشاذ
۲۱	۴	فیہا	فیہا	۳۰	۱	الفت	اختلاف	〃	۴	فتاولوہم	تناولوہم
〃	۲۱	اخذ کیا	اخذ کیا اور صورتیں	〃	۸	سارقا	سارقا	۵۶	۱۰	حرقة	حرقت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۷	صلوۃ	صلوۃ	〃	۱۵	ہوئےہوں	ہوئےہیں	〃	لے		محارست
〃	۱۱	نشوار	شوار	〃	۲۳	مستقبیں	مستقل	۸۲	۲۲	خلاف	خلافت
〃	۱۲	دفع کرنے	دفع کیلیے	〃	〃	متاقض	تناقض	۸۳	۴	ناصح	فاصح
〃	۱۳	کرتیت	کرتے	۷۱	۱	الفرعت	الفرعیۃ	〃	۵	عزۃ	اعزۃ
۵۸	۴	ملکۃ	ملکۃ	〃	۲	اولتہا	اولتہا	۸۴	۸	بکثر	بکثرۃ
〃	۵	[illegible]	تجیبہم	〃	۲	ملیتقوت	ماتیقوت	۸۶	۱۹	وسلم کہ	وسلم کے کہ
〃	۷	منہا	منہا	۷۳	۲	بطیر	بصیر	۸۷	۷	لقلت	لقلت
〃	۲۲	المخفین	المختلفین	〃	۵	ومن	من	〃	۲۰	بحرنجاتین	تحریجات میں
۶۰	۱۰	لواجب	الواجب	〃	۱۲	بطیر	بصیر	۸۸	۴	فی	فی
۶۱	۱۹	اسپنے	اسپنے کیلیے	۷۴	۱۲	بن الحجی	بن علی الحجی	۸۹	۱۳	راسے	راسے سے
۶۵	۴	شیخہ البلقینی	شیخہ البلقینی	۷۵	۱۶	اوراور	اور	۹۱	۲۰	کرعمل	عمل
〃	۵	المالا	ان الا	۷۶	۱۵	دوسری	دوسری کے	۹۲	۱۶	مانند	مانند اوری
〃	۸	انافہ	انافلا	۷۷	۵	اامان	الامان	〃	۱۹	پیرستے	[illegible]
۶۶	۶	فزادہو	فزادہ	〃	۲۰	او بدالیع	اور بدالیع	۹۳	۳	ماکم	ماکہ
۶۷	۱۰	اقوالہ	اقوال فی کتب [illegible]	۸۰	۱۰	بترجیح	بترجیح	〃	۲۳	اسوقت	اسوقت ہم
۶۹	۴	بذکرہم	بذکرہ	〃	۱۱	ماربین	مارس	۹۴	۲۳	اسکے اسکے	اسکے
۷۰	۵	المستوال	استعمال	۸۱	۴	المکتبین	الماتین	〃	〃	جہل	جہل